

تاریخ میلاد النبی ﷺ و وفات النبی ﷺ پر ایک تحقیقی مقالہ

البرہان القوی

مصنف
مفتی محمد وسیم سیالوی

جامعۃ اسلامیہ اسلامیہ

شعبہ
تصنیف
وتالیف

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب البرہان القوی

مصنف محمد وسیم سیالوی

نظر ثانی مولانا محمد طاہر نقشبندی صاحب

مولانا محمد آصف سعیدی صاحب

تقریظ مفتی مقصود احمد قادری صاحب

پروف ریڈنگ حافظ محمد احسن علی سیالوی صاحب

محمد ندیم عطاری صاحب

کمپوزنگ محمد حبیب احمد قادری

ایڈیشن اول

سن اشاعت جنوری 2014 بمطابق ربیع الاول 1435ھ

تعداد 1200

ناشر شعبہ تصنیف و تالیف جامعہ نعیمیہ قمر الاسلام

مطبوعہ شوقِ مدینہ پرنٹنگ پریس پیر محل

باہتمام احبابِ محبت

برائے ایصالِ ثواب تمام امت مسلمہ

ملنے کا پتہ جامعہ نعیمیہ قمر الاسلام ولاہریری خالقہ رزاقیہ کی مسجد پیر محل

نوٹ

زیر نظر کتاب البرہان القوی کی اشاعت کا مقصد محض تبلیغ اسلام ہے۔ جس میں تمام اقوال وحوالہ جات غور و فکر کے بعد نیک نیتی سے لکھے گئے ہیں اگر کوئی غلطی نظر آئے تو برائے کرم ادارہ کو مطلع فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔

انتسابِ کتاب

ماں تیرے نام اس کا انتساب کرتا ہوں
یوں تیرے لئے کوششیں بے حساب کرتا ہوں
چھڑے ہوئے مجھ سے پورے دو سال گزر گئے
برسی پر تیرے نام انتسابِ کتاب کرتا ہوں
خدا رحیم تیری لحد پہ رحمتیں بے شمار کرے
ہر وقت یہ دعا بمع احباب کرتا ہوں
ماں سر پر جواب تیرا دست دعا نہیں رہا
محسوس اپنے سامنے غموں کا احزاب کرتا ہوں
کرتا ہوں آج وہی کہا تھا جو بھی مجھ سے
روکا تھا جس سے تو نے آج تک اجتناب کرتا ہوں
محسوس کرتا ہے وسیم ماں تیری تربیت کے بدل
مجرم ہوں جب اپنا احتساب کرتا ہوں

محمد وسیم سیالوی

31-12-2013

فہرست

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
1	تقریظ	3
2	وجہ تالیف	6
3	مقدمہ	9
4	الباب الاول فی میلاد النبی ﷺ	10
4	فصل اول میلاد النبی ﷺ کے بارے میں صحابہ کرام تابعین اور علماء متقدمین کے 12 اقوال	10
5	فصل ثانی 12 ربیع الاول میلاد النبی ﷺ کے بارے اکابرین دیوبند، اہلحدیث کے 12 اقوال	36
6	فصل ثالث مشہور قول میلاد النبی 12 ربیع الاول ہونے کے بارے میں 12 اقوال	40
7	الباب الثانی فی وفات النبی ﷺ	49
8	فصل اول وفات النبی ﷺ یکم ربیع الاول ہونے کے بارے میں 5 اقوال	51
9	فصل ثانی وفات النبی ﷺ دوم ربیع الاول ہونے کے بارے میں 5 اقوال	56
10	فصل ثالث وفات النبی ﷺ 12 ربیع الاول ہونے کے بارے میں 2 اقوال	61
11	فصل رابع وفات النبی ﷺ 12 ربیع الاول کے اقوال کا تحقیقی جائزہ	64
12	فصل خامس 12 ربیع الاول وفات النبی ﷺ کے قول میں غلطی کی وجہ	68
13	خاتمہ	69
14	ماخذ و مراجع	70

تقریظ

پانی، ہوا، روشنی اور صحت و تندرستی اللہ تعالیٰ کی نعمتیں ہیں اور نعمتوں کے بارے میں خالق کائنات عزوجل نے ارشاد فرمایا ہے۔

لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ. (القرآن)

یعنی اگر تم شکر کرو گے تو میں تمہیں زیادہ عطا کروں گا غور فرمائیں جب ان ختم ہو جانے والی نعمتوں پر شکر کرنا واجب ہے تو سرکارِ دو عالم ﷺ جو اللہ تعالیٰ کا احسان عظیم اور نعمت عظمیٰ ہیں ان کی آمد اور ہمیں ان کے امتی ہونے پر شکر ادا کرنا کیوں ضروری نہیں یہی وجہ ہے کہ ربیع الاول کی آمد کے ساتھ ہی عالم اسلام پر بہار آ جاتی ہے۔ مسلمان اپنے آقا و مولانا ﷺ کی آمد کی خوشی میں اپنے گھروں گلی محلوں اور بازاروں کو سجاتے ہیں۔ محافل میلاد کا انعقاد کرتے ہیں اور جلوس نکالتے ہیں لیکن بعض علم و دانش کے دعویٰ دار فرزند اسلام کے ان پر تشکر اور مثرات امیز مظاہر کو دیکھ نہیں سکتے اور غصے سے بے کا بو ہو کر اللہ تعالیٰ کے ان شکر گزار بندوں پر طعن و تشنیع کے تیروں کی موسلا دھار بارش کر دیتے ہیں۔ ان کے دلوں میں شکوک و شبہات پیدا کرنے کیلئے محبت اور نیاز مندی کی ان اداؤں پر شرک کا

فتویٰ صادر کر دیتے ہیں۔ نہیں تو کم از کم بدعت کی تہمت ضرور لگا دیتے ہیں۔ مگر ان سب مذہب کو ششوں کے باوجود جب انہوں نے دیکھا کہ ذکر نبی ﷺ کی محافل گھر گھر بجا شروع ہو گئیں۔ عید میلاد النبی ﷺ کے جلوسوں کا سلسلہ شہروں سے نکل گاؤں گاؤں تک پھیل گیا ہے۔

تو اب یہ کہنا شروع کر دیا کہ نبی پاک ﷺ کی ولادت باسعادت 12 ربیع الاول کو نہیں بلکہ 9 ربیع الاول کو ہے اور 12 ربیع الاول تو وفات کا دن ہے۔ لہذا اس دن خوش ہونے کی بجائے افسوس کرنا چاہئے مگر

پھونکوں سے یہ چراغ بجایا نہ جائے گا

کے مصداق منکرین کی یہ چال بھی ناکام ہوگی اور منکرین 12 ربیع الاول کے دن حضور پاک ﷺ کی ولادت باسعادت پر دھاڑیں مار کر رونے والے اپنے پیش رو کی طرح خائب و خاسر ہونگے۔

کیونکہ انبیاء کرام کے وارث علماء ربانین نے حق کو اتنا واضح کر دیا ہے کہ اب منکرین کی کوئی بھی حرکت مضمومہ اسے دھندلا نہیں سکتی اسی سلسلہ میں عظیم دینی درس گاہ جامعہ نعیمیہ لاہور کے علمی اور آستانہ عالیہ سیال شریف کے روحانی علم و حکمت سے بھرے دسترخوان سے علم و حکمت کے موتی چنے والے فاضل نوجوان حضرت علامہ مولانا مفتی محمد وسیم سیالوی صاحب نے اپنی اس تصنیف میں صحابہ کرام تابعین علماء ربانین کے اقوال سے یہ بات ثابت کر دی ہے کہ 12 ربیع

الاول نبی پاک صاحب لولاک ﷺ کی ولادت کا دن ہے یوم وصال نہیں ہے
یادر ہے کہ جو لوگ 9 ربیع الاول کو یوم ولادت کہتے ہیں ان کی دلیل فقط محمود پاشا
فلکی کا قول ہے۔ اور حال یہ ہے کہ ان لوگوں کو محمود پاشا کے وطن اصلی کا بھی حتمی
علم نہیں ہے کسی نے اسے مصری کسی نے مکی تو کسی نے قسطنطنیہ کا ہیبت دان کہا
ہے۔ تعجب ہے کہ صحابہ، صحابہ کرنے والے صحابہ کرام کے اقوال کو چھوڑ کر محمود
پاشا کے قول کو کیسے قبول کر لیتے ہیں۔

بہر حال محمود پاشا فلکی کے قول کو صحابہ کرام تابعین اور جمہور علماء متقدمین کے
اقوال پر کسی طرح بھی ترجیح نہیں دی جاسکتی مزید اس کتاب کے مطالعہ سے
آپ پر حق روز روشن کی طرح واضح ہو جائے گا اور انشاء اللہ سرکار علیہ السلام کے
غلام خوشیاں منائیں گے اور منکرین منہ چھپاتے پھریں گے۔ اللہ تعالیٰ مفتی
صاحب کی تصنیف کو ماننے والوں کیلئے اطمینان قلب اور منکرین کے کیلئے
ہدایت کا باعث بنائے اور اللہ تعالیٰ مفتی صاحب کے علم و عمل اور عمر میں اضافہ
فرمائے۔ آمین و صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ و صحابہ اجمعین۔

مفتی محمد مقصود احمد قادری

جامعہ فخر العلوم دار و ندوۃ الالاء ہور

وجہ تالیف

حضور احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ کی سیرت و صورت مبارک کا کوئی پہلو ہمیں ایسا نظر نہیں آتا کہ جو صحت کے ساتھ زینت قرطاس نہ ہو۔
سرانور ہی نہیں بلکہ زلف عنبریں کی چوٹی سے لیکر قد میں مصطفیٰ ﷺ کے روشن تلووں تک جسم مقدس کے ایک ایک عضو کی شکل و شباہت، حسن و جمال اور خصائل و کمالات صرف یہی نہیں بلکہ تاجدارِ مدینہ راحت قلب و سینہ کی رفتار و گفتار، اخلاق و کردار، کھانے پینے، اٹھنے بیٹھنے، چلنے پھرنے، ملنے جلنے، آنے جانے، سونے جاگنے، ہنسے رونے، عدل و انصاف، جو دو سخا، حلم و حیا، شجاعت و بہادری، عزم و استقلال، عفو و درگزر، سادگی و بے تکلفی، مہمان نوازی و لطائف طبع المختصر منشاء خدا عز و جل نے ہر ادا و وصف شریف کو محفوظ کر وادیا۔ مگر بقول اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مولانا امام الشاہ احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
آنکھ والا تیرے جو بن کا تماشا دیکھے
دیدے کو رکھ کر کیا نظر آئے کیا دیکھے

آج کے اس پر فتن دور میں کچھ لوگوں نے حقائق سے روگردانی کرتے ہوئے مصطفیٰ کریم روف رحیم ﷺ کی شخصیت کو محض اپنی جھوٹی شہرت کیلئے متنازع فیہ بنادیا۔ وہ ذات مصطفیٰ ﷺ جنہوں نے انسانیت کو ہی متحد نہیں بلکہ بمطابق ضرب المثل ”شیر اور بکری کو ایک کٹورے سے پانی پلوادیا“ یہ اتحاد و اتفاق کی لازوال مثال قائم کرنے والی ذات (مصطفیٰ ﷺ) آج خود مختلف فیہ ہو چکی۔ کچھ احباب محبت نے ایک پرچہ دیا پوچھنے پر پتہ چلا گذشتہ سال 2013 کو ماہ ربیع الاول میں کچھ شریک عناصر نے بمطابق ضرب المثل شراب کی بوتل پر بزوری کا لیبل لگا کر خیرات کرنے کی کوشش کی۔ وہ ہے کہ ایک غیر معروف تنظیم ”تنظیم اصلاح معاشرہ“ کی طرف سے پمفلٹ تقسیم کیا گیا جس پر سرکار علیہ السلام کے میلاد شریف کے حوالہ سے انتہائی نازیہ تحریر موجود تھی۔ اس پمفلٹ میں اہلسنت و جماعت کے لوگوں پر انتہائی تضحیق آمیز لہجہ میں کیچڑ اچھالا گیا مگر اس کی ہمیں کوئی تکلیف نہ تھی نہ ہے نہ ہوگی کیونکہ نصیب اپنا اپنا مقدر اپنا اپنا۔

نثار تیری چہل پہل پہ ہزاروں عیدیں ربیع الاول

سوائے ابلیس کے جہاں میں سبھی تو خوشیاں منا رہے ہیں

مگر قلم اٹھانے پر مجبور پمفلٹ کے اس جملے نے کیا کہ امام الانبیاء ﷺ کی تاریخ ولادت میں اختلاف پایا جاتا ہے ربیع الاول کی 8,9,11,12 تاریخوں کے متعلق اقوال ہیں لیکن زیادہ اتفاق 9 ربیع الاول پر ہے جبکہ 12 ربیع الاول

آپ ﷺ کی وفات کا دن ہے..... میلا دیوں کو ڈوب مرنا چاہئے
سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے غم میں شریک ہونے کی
 بجائے شیطان کی خوشیوں میں شریک ہیں۔ (اکتباس از پمفلٹ)
اس وجہ سے ضرورت محسوس کی کہ تاریخ میلاد النبی، وفات النبی ﷺ پر ایک تحقیقی
مقالہ لکھا جائے جس میں متفق علیہ روایات پیش کی جائیں۔
اللہ کی توفیق سے 31-12-2013 کو یہ تحقیقی مقالہ بعنوان برہان القوی فی
التاریخ میلادہ وفات النبی ﷺ پایہ تکمیل کو پہنچا۔



مقدمہ

یہ کتاب دو ابواب اور ایک خاتمہ پر مشتمل ہے۔ پہلے باب میں تین فصلیں ہیں۔ پہلی فصل میں میلاد النبی ﷺ 12 ربیع الاول ہونے کے بارے میں اسی عدد کی نسبت سے صحابہ کرام، تابعین تبع تابعین، محدثین و مؤرخین کے 12 اقوال لکھے ہیں۔

دوسری فصل میں اکابرین دیوبند و غیر مقلدین (المحدیث) کے اکابر علماء کے 12 اقوال جبکہ تیسری فصل میں مشہور قول 12 ربیع الاول میلاد النبی ہونے کے بارے میں 12 اقوال ذکر کیے جن میں دونوں طرف سے چھ اقوال شامل ہیں۔ دوسرے باب کی پانچ فصلیں ہیں۔

پہلی فصل میں وفات النبی ﷺ یکم ربیع الاول کے بارے میں 5 اقوال دوسری فصل میں دو ربیع الاول کے بارے میں 5 اقوال تیسری فصل میں 12 ربیع الاول کے بارے میں 2 اقوال۔ یوں بارہ ربیع الاول کی نسبت سے 12 اقوال ہو گئے۔

چوتھی فصل میں وفات النبی ﷺ 12 ربیع الاول کے اقوال کا تحقیقی جائزہ بیان کیا گیا۔ جبکہ پانچویں فصل میں 12 ربیع الاول وفات النبی ﷺ کے قول میں غلطی کی وجہ علماء کی تصریحات سے بیان کرنے کی کوشش کی ہے

فصل اول

نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّي وَنُسَلِّمُ عَلَى رَسُولِهِ الْكَرِيمِ. الَّذِي رُوْحُهُ
نُسْخَةُ الْأَخْدِيَةِ فِي الْحَوَّةِ وَقَلْبُهُ خِرَانَةُ الْحَيِّ الَّذِي لَا يَمُوتُ.
طَاوُسُ الْكِبْرِيَاءِ وَخِمَامُ الْجَبْرُوتِ. جَسَدُهُ صُورَةُ مَعَانِي
الْمُلْكِ وَالْمَلَكُوتِ. الَّذِي هُوَ فُلُكُ صُبْحِ أَنْوَارِ الْوَحْدَانِيَّةِ.
وَطَلْعَةُ شَمْسِ الْإِسْرَارِ الرَّبَّانِيَّةِ. وَبَهْجَةُ قَمَرِ الْحَقَائِقِ الصَّمَدَانِيَّةِ
وَطُورِ تَجَلِّيَاتِ الْإِحْسَانِيَّةِ. وَعَرْشِ حَضْرَةِ الْحَضَرَاتِ
الرَّحْمَانِيَّةِ. أَنَّ مَوْلِدَ مُحَمَّدٍ ﷺ سِرٌّ فِي سِرِّ مَسْتُورٍ فِي سِرِّ لَاسِرٍ
لَا يَعْلَمُ غَالِمٌ وَلَا يُدْرِكُ مَذْرِكٌ وَلَا يَعْقِلُ الْعَاقِلُونَ.
سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُونَ.
اما بعد فاعوذبا الله من الشيطان الرجيم .

بسم الله الرحمن الرحيم

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ. (سورة انبياء پارہ نمبر 17)

اللہ وحدہ لا شریک نے حضور سرور کائنات، فخر موجودات، قبلہ اصحاب
صدق و صفا، کعبہ ارباب حلم و حیا، مخبر اخبار ماضیہ، واقف امور مستقبلہ، فاتح

مغلقاتِ حقیقت، ماہی کفر و بدعت، شاہباز آشیانِ قربت، طاوس مرغزارِ جنت
شگوفہ شجرہ محبوبیت، شمرہ سدرہ مقبولیت، جگر گوشہ کانِ کرم، دستگیر دردمندگانِ امم
محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ کے مقامِ رحمت کو یوں بیان فرمایا۔

(اور نہیں بھیجا ہم نے آپ کو مگر تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر) مذکورہ آیت
میں جہاں یہ واضح ہوا کہ آپ ﷺ کی ذاتِ اقدس کو تمام جہانوں کیلئے رحمت
بنایا گیا تو وہاں یہ بھی ثابت ہوا کہ تمام جہان آپ کی رحمت کے محتاج ہیں اور یہ
ناقابلِ تردید حقیقت ہے کہ جس چیز کی حاجت ہو وہ محتاج سے پہلے ہوتی ہے تو
ضروری تھا کہ آپ ﷺ کی ذاتِ مبارکہ تمام عالمین سے پہلے ہوتی۔

اس لئے رب کائنات نے ہر چیز سے پہلے سرکارِ علیہ السلام کے نورِ مبارک کو پیدا
فرمایا پھر نورِ مصطفیٰ ﷺ سے حسن کائنات کو جو دعطاء فرمایا۔

حضور نبی رحمت ﷺ کی ولادت باسعادت 12 ربیع الاول، 22 اپریل 571ء
یکم جیٹھ 628 بکرمی، بعد صبح صادق، جبکہ اس دن صبح صادق 4:20 پر ہوئی۔
اس بات پر اتفاق ہے کہ آپ کا یوم ولادت پیر شریف ہے اور مہینہ بھی ربیع الاول کا
تھا۔ اختلاف اس بات میں ہے کہ آپ کی تاریخ ولادت کیا ہے؟ بعض مؤرخین
9 ربیع الاول کے قائل ہیں جبکہ جمہور کا قول 12 ربیع الاول ہے اور یہی عقیدہ
اہلسنت و جماعت کا ہمیشہ سے چلا آ رہا ہے۔

تاریخ میلاد النبی ﷺ کا تحقیقی جائزہ

صحابہ کرام، تابعین، تبع تابعین، عظیم محدثین اور مؤرخین کے 12 ربیع الاول کی نسبت سے ربیع الاول کی 12 تاریخ میلاد مصطفیٰ ﷺ ہونے کے بارے میں 12 اقوال۔

(1) حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما کا قول:-

عظیم مؤرخ ابوالفداء اسماعیل بن کثیر متوفی 774ھ رحمۃ اللہ علیہ مصنف ابن ابی شیبہ کے حوالے سے لکھتے ہیں۔

عن جابر و ابن عباس انهما قالا ولد رسول الله ﷺ عام الفيل يوم الاثنين الثاني عشر من شهر ربيع الاول .

حضرت جابر اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے راویت کہ یہ دونوں (حضرت جابر اور ابن عباس رضی اللہ عنہما) فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی ولادت باسعادت عام الفیل میں پیر کے روز بارہ ربیع الاول کو ہوئی۔

(الہدایۃ والنہایۃ جلد 3 صفحہ 31-32 باب مولد رسول اللہ ﷺ کتاب سیرت رسول ﷺ)

حافظ ابن کثیر نے جو اصحاب رسول رضی اللہ عنہم کے قول کی سند بیان کی اس کے تمام راوی بھی ثقہ ہیں۔

تعارف! حضرت جابر بن عبد اللہ متوفی 74ھ رضی اللہ عنہما

آپ کا نام جابر والد کا نام عبد اللہ جبکہ آپ کی کنیت ابو عبد اللہ ہے اور آپ انصاری ہیں یعنی ہجرت نہیں کی بلکہ مدینہ طیبہ کے رہنے والے تھے فرمان رسول ﷺ (حدیث) سے کثرت محبت کی بنا پر عظیم محدث ہونے کا اعزاز حاصل کیا۔ نبی ﷺ کے ساتھ 18 غزوات میں شریک ہوئے اور غزوہ بدر میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ فتح پا کر بدری صحابہ میں شریک ہونے کا بھی شرف حاصل کیا۔

زندگی کے آخری ایام میں شام اور مصر میں بھی قیام رہا اور اسی اثنا میں نابینا ہو گئے تھے بالآخر 94 سال کی عمر پا کر 74ھ کو مدینہ منورہ میں وفات پائی، دیار مصطفیٰ ﷺ کے مشہور قبرستان جنت البقیع میں مدفن نصیب ہوا۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ مدینہ طیبہ کے آخری صحابی ہیں۔

(2) حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا قول

امام حاکم نیشاپوری متوفی 405ھ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ عظیم صحابی رسول پہلے مفسر قرآن حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا قول روایت کرتے ہیں۔
عن سعید بن جبیر عن ابن عباس ولد النبی ﷺ عام الفیل
لاثنی عشرة ليلة مضت من ربيع الاول. (تخصیص السدک ج 2 ص 203)

حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا سرکارِ دو عالم ﷺ کی ولادت باسعادت عام الفیل میں پیر کے دن ربیع الاول کی بارہ (12) تاریخ کو ہوئی۔

تعارف! حضرت عبداللہ بن عباس متوفی 68ھ رضی اللہ عنہما۔

آپ کا نام عبداللہ والد کا نام عباس دادا کا نام عبدالمطلب رضی اللہ عنہم ہے۔ اسی بنا پر آپ رضی اللہ عنہ کو حضور علیہ السلام کے چچا زاد بھائی ہونے کا بھی شرف حاصل ہے آپ کی والدہ کا نام لُبَابہ بنت حارث ہے جو کہ ام المؤمنین میمونہ کی ہمشرہ ہیں اسی بنا پر حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما حضور علیہ السلام کے بھانجے اور آپ علیہ السلام حضرت عبداللہ کے خالو ہوئے۔ اسی رشتے کی بنا پر آپ رضی اللہ عنہ کو اکتاب فیض کا وہ موقع نصیب ہوا جو کہ دیگر اصحاب رسول کے حصے میں نہ آسکا۔ کیونکہ اسی بنا پر آپ اپنی خالہ کے ہاں یعنی رسول اللہ ﷺ گھبرات کو ٹھہرایا کرتے تھے۔

واقعہ۔ ایک مرتبہ حضور ﷺ رات کے پچھلے پہر نماز کیلئے کھڑے ہوئے تو یہ سعادت مند صاحبزادے بھی آپ کے پیچھے کھڑے ہو گئے۔ حضور ﷺ نے ان کا ہاتھ پکڑ کر اپنے برابر کر لیا اس وقت تو وہ ساتھ کھڑے ہو گئے مگر یونہی حضور ﷺ نے نماز شروع کی وہ ہٹ کر اپنی جگہ پر آ گئے سلام کے بعد آپ ﷺ نے ان سے پوچھا میں نے تم کو اپنے ساتھ کھڑا کیا تھا تم پیچھے کیوں ہٹ گئے؟

انہوں نے نہایت ادب سے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میری کیا مجال ہے کہ اللہ کے رسول کے برابر کھڑا ہو کر نماز پڑھوں حضور ﷺ انکے جواب سے بہت خوش ہوئے اور بارگاہ رب العزت میں دعا کی ”الہی عزوجل اس لڑکے کو علم کثیر عطاء فرما اور اس کو اور زیادہ فہم و فراست سے نواز“ (پچاس صحابہ اطالب ہئی 119)

اسی دعا کا اثر ہوا کہ آپ ترجمان القرآن کے لقب سے مُلقَّب ہوئے اور قرآن مجید کی پہلی تفسیر فرما کر امام المفسرین ہونے کا سہرا اپنے سر لیا۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ہجرت نبی ﷺ سے تین سال پہلے مکہ کے شعب ابی طالب میں پیدا ہوئے۔ حضرت عباس نے آپ کو رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں پیش کیا تو آپ ﷺ نے اپنے لعاب دہن سے گھٹی دی اور انکے لیے دعاء خیر و برکت فرمائی۔ آپ کی عمر مبارک تیرہ سال کی تھی کہ سرکار علیہ السلام کا وصال ہو گیا اس کے باوجود کہ آپ نے آخری عمر میں احادیث روایت کرنا چھوڑ دی تھی پھر بھی آپ سے جو روایت کردہ احادیث ہیں انکی تعداد 2660 ہے۔ آپ بھی آخری عمر میں ظاہری آنکھوں کی بینائی سے محروم ہو گئے تھے۔ 68ھ کو 71 سال کی عمر میں طائف کے مقام پر وفات پائی اور طائف میں ہی مزار شریف مرجع عام و خاص ہے۔

(3) محمد بن اسحاق کا قول:-

امام عبد الملک بن هشام الحکمری متوفی 213 ھ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ممتاز تابعی اور مشہور مؤرخ و محدث ابو بکر محمد بن اسحاق بن یسار کا قول روایت کرتے ہیں۔

ولد رسول اللہ ﷺ يوم الاثنين لا ثنتي عشرة ليلة خلت من شهر ربيع الاول عام الفيل .
(السيرة النبوية جلد 1 صفحہ 181)

سرکار علیہ السلام کی ولادت باسعادت پیر شریف کے دن ربیع الاول کی بارہ تاریخ کو عام الفیل میں ہوئی۔

تعارف! محمد بن اسحاق متوفی 151 ھ رحمۃ اللہ علیہ

ممتاز تابعی اور مشہور محدث اور مؤرخ ہیں۔ نام محمد والد کا نام اسحاق جبکہ کنیت ابو عبید اللہ تھی۔ شعبہ بن حجاج نے آپ کو امیر المؤمنین فی الحدیث کے نام سے یاد کیا ہے آخر میں بغداد (عراق) چلے آئے اور وہیں 151 ھ میں وفات پائی کئی کتابوں کے مصنف ہیں جن میں سیرت ابن اسحاق زیادہ مشہور ہے بعد میں آنے والے مؤرخین نے سیرت ابن اسحاق سے استفادہ کرتے ہوئے اپنی تاریخ کی کتب تصنیف کیں۔ محمد بن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کے اسی قول کو عظیم محدث ابو بکر احمد بن حسین بیہقی متوفی 458 ھ رحمۃ اللہ علیہ نے بھی روایت کیا۔

قال محمد بن اسحاق ولد رسول الله ﷺ يوم الاثنين عام الفيل لاثنتي عشرة ليلة مضت من شهر ربيع الاول .

(دلائل النبوت بہقی جلد 1 صفحہ 74)

رسول اللہ ﷺ پیر کے دن عام الفیل میں ربیع الاول کی بارہ 12 تاریخ کو پیدا ہوئے۔

تعارف! ابوبکر احمد بن حسین بہقی متوفی 458ھ رحمۃ اللہ علیہ

نام احمد والد کا نام حسین جبکہ آپ کی کنیت ابوبکر ہے۔ آپ خراسان کے شہر بہق میں 384ھ بمطابق 994ء کو پیدا ہوئے اسی وجہ سے آپ کو امام بہقی بھی کہا جاتا ہے تحصیل علم کیلئے بہت سے ملکوں کا سفر کیا ایک سو کے قریب شیوخ سے علم حاصل کیا جبکہ بالخصوص حدیث آپ نے امام ابوالحسن محمد بن الحسین اور ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ الحاکم سے زیادہ پڑھی۔ تحصیل علم کے بعد غزنی کے دارالعلوم میں اعلیٰ عہدے پر فائز رہے۔ عمر کے آخری حصہ نیشاپور میں سکونت اختیار کر لی۔ اور وہیں درس و تدریس بالخصوص حدیث لکھوانے میں مصروف ہو گئے۔ آپ ایک کامل شخصیت کے حامل بزرگ تھے شاید یہی وجہ تھی کہ آپ حدیث پر بحث کرنے میں مشہور امام تصور کیے جاتے ہیں۔ آپ نے بہت سی کتابیں لکھیں جن میں مشہور السنن الکبریٰ، الاسماء والصفات، معرفة السنن والآثار، کتاب المدخل اور دلائل النبوة زیادہ مشہور ہیں۔ یوں تبلیغ اسلام کا

فریضہ سرانجام دیتے ہوئے آپ 458ھ بمطابق 1066ء کو دارفانی سے دار
بقا کی طرف منتقل ہوئے آپ نیشاپور میں فوت ہوئے مگر آپ کا جسد خاکی بہیق
لایا گیا۔ جسے خسرو جرد میں دفن کیا گیا۔ محمد بن اسحاق متوفی رحمۃ اللہ علیہ کے اسی
قول کو ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ حاکم نیشاپوری متوفی 405ھ رحمۃ اللہ علیہ نے
الفاظ کے اختلاف کے ساتھ روایت کیا۔

عن محمد بن اسحاق ولد رسول اللہ ﷺ لا تنتی عشرة لیلة
مضت من شهر ربيع الاول . (مستدرک ج 2، ص 603 دوسرا نسخہ ج 3، ص 204)
امام المغازی محمد بن اسحاق سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی ولادت
باسعادت بارہ ربیع الاول کو ہوئی۔

تعارف! امام حاکم نیشاپوری متوفی 405ھ رحمۃ اللہ علیہ

نام محمد والد کا نام عبد اللہ بن محمد کنیت ابو عبد اللہ جبکہ ابن البیع اور حاکم کے لقب
سے مشہور ہوئے آپ 3 ربیع الاول 321ھ کو نیشاپور میں پیدا ہوئے۔

علم حدیث کی تحصیل کیلئے مختلف ممالک کا سفر کیا آپ نے تقریباً دو
ہزار شیوخ سے احادیث سنیں اور بقیہ زندگی درس و تدریس اور تصنیف و تالیف
میں گزاری جس کے نتیجے میں آپ نے امام ذہبی کے قول کے مطابق ایک ہزار
تصانیف اپنے پیچھے یادگار چھوڑیں۔ جن میں چند ایک کو زیادہ شہرت ملی۔

المستدرک، المدخل فی اصول الحدیث، معرفۃ علوم الحدیث، مذکی الاخیار، تاریخ

نیشاپور وغیرہ شامل ہیں۔ امام نیشاپوری چونکہ کچھ عرصہ قاضی بھی رہے جسکی وجہ سے آپ امام حاکم کے نام سے زیادہ مشہور ہیں۔ آپ 3 صفر 405ھ کو دارفانی سے دار بقا کی طرف منتقل ہو گئے سرزمین نیشاپور میں ابدی نیند فرما رہے ہیں۔ محمد بن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کے اسی قول کو عظیم محدث ابن جوزی متوفی 597ھ رحمۃ اللہ علیہ نے بھی روایت کیا۔

قال ابن اسحاق ولد رسول الله ﷺ يوم الاثنين عام الفيل لاثنتي عشرة ليلة مضت من شهر ربيع الاول . (الوفاء، ج 1، ص 90)
امام ابن اسحاق نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کی ولادت باسعادت بروز پیر شریف بارہ 12 ربیع الاول عام الفیل کو ہوئی۔

تعارف! محدث ابن جوزی متوفی 597ھ رحمۃ اللہ علیہ

نام عبد الرحمن والد کا نام علی بن محمد کنیت ابو الفرج جبکہ محدث ابن جوزی کے نام سے مشہور ہیں۔ آپ کا سلسلہ نسب پندرہ پشتوں کے بعد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جاملتا ہے۔

محدث ابن جوزی بغداد میں 510ھ کو پیدا ہوئے چونکہ تاریخ ولادت میں اختلاف پایا جاتا ہے اسی وجہ سے ابن جوزی خود بھی مبہم ہی جواب دیا کرتے تھے ابھی عمر تین سال کی تھی والد گرامی کا انتقال ہو گیا آپ کی پرورش والدہ اور پھوپھی نے کی اور اپنے زمانہ کے مشہور علماء سے علم حاصل کیا جن کی تعداد 78

بیان کی جاتی ہے۔ محدث ابن جوزی نے زیادہ تر اپنی کوششوں کو حصول علم کیلئے خرچ کیا چونکہ ان کے نزدیک سب سے اچھی نفلی عبادت حصول علم تھا۔ عظیم محدث ہونے کے ساتھ ساتھ آپ کے خلفاء اور وزراء سے تعلقات بھی بہت اچھے تھے لیکن یہ حصول زر کیلئے نہیں بلکہ علم و فضل میں ان کے عظیم مرتبے کا یہ بھی طبعی نتیجہ تھا۔ اس لئے کہ آپ خود فرماتے ہیں، کسب معاش کیلئے میں نے کبھی کسی امیر کی خوشامد نہیں کی (الفۃ لکبد فی نصیحة الولد) آپ نے قرآن مجید کی تفسیر وعظ کی صورت میں فرمائی اور ہزاروں کا مجمع آپ کا وعظ سننے کیلئے حاضر ہوتا جس کا اثر یہ کہ بیس ہزار غیر مسلم آپ کی تبلیغ سے موم دل ہو کر مشرف بہ اسلام ہوئے اور ایک لاکھ سے زیادہ لوگوں نے آپ کے ہاتھ پر سابقہ گناہوں سے توبہ کی محدث ابن جوزی نے 15 محرم الحرام 597ھ بمطابق 1200ء کو وفات پائی۔

(4) حضرت سعید بن مسیب کا قول:-

امام برہان الدین حلبی متوفی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں۔

عن سعید بن المسیب ولد رسول الله ﷺ عند البهار النهار
ای وسطه وکان ذلک لمغی اثنی عشرة لیلۃ مضت من شهر
ربیع الاول۔ (سیرت حلبیہ، جلد 1 صفحہ 57)

حضرت سعید بن مسیب سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی ولادت

باسعدت بہارنہار کے قریب یعنی وسط میں ربیع الاول کی بارہ تاریخ کو ہوئی۔

تعارف! حضرت سعید بن مسیب متوفی 93ھ رحمۃ اللہ علیہ

نام سعید کنیت ابو محمد تھی آپ کے والد گرامی رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ عالیہ میں حاضر ہو کر مشرف بہ اسلام ہوئے تھے۔ آپ کی ولادت باسعادت 2ھ میں ہوئی صحابہ کرام کی کثیر جماعت سے علم حدیث پڑھنے کی وجہ سے آپ سید التابعین کے لقب سے مشہور ہوئے اسی بنا پر آپ کا شمار مدینہ منورہ کے سات مشہور فقہاء میں ہوتا ہے۔ مشہور ہے کہ آپ خواب کی تعبیر بتانے میں خاصہ ملکہ رکھتے تھے۔ وضع قطع میں انتہائی سادہ مزاج جبکہ صاف ستھرا لباس زیب تن رکھتے تاکہ منصب کا وقار قائم رہ سکے۔ آپ کو حکومت کی طرف سے وظیفہ دیا جاتا تھا مگر آپ نے حکومت سے اختلاف کی بناء پر وظیفہ لینا بند کر دیا جو کہ بعد میں وہ رقم بیت المال میں جمع ہونے لگی آہستہ آہستہ یہ رقم تیس ہزار کو پہنچ گئی بیت المال کے منتظم کی جانب سے آپ کو بار بار پیغام موصول ہوئے مگر اسی اختلاف کی وجہ سے آخر وقت تک بیت المال سے یہ رقم وصول نہ فرمائی ہمیشہ عزت اسلام اور عظمت مصطفیٰ ﷺ پر پہرہ دیتے رہے۔ بالآخر آپ کا انتقال 93ھ کو ہوا۔

(اکمال فی اسماء الرجال لصاحب مشکوٰۃ 609ھ)

(5) ابو معشر نجیع کا قول:-

امام شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن احمد دمشقی متوفی 748 ھ رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

وقال ابو معشر نجیع ولد لاثنتی عشرة ليلة خلت من ربيع الاول ابو معشر نجیع فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ بارہ 12 ربیع الاول کو پیدا ہوئے۔

(سیرت النویہ جلد 1 صفحہ 7)

تعارف! ابو معشر نجیع المدنی متوفی 170 ھ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

نام نجیع والد کا نام عبد الرحمن کنیت ابو معشر جبکہ السندی المدنی کے لقب سے مشہور ہوئے۔ آپ ہندی الاصل مگر ملک یمن میں ایک غلامانہ زندگی گزارتے تھے لیکن فدیہ ادا کر کے آزادی حاصل کی اور یمن کو الوداع کہتے ہوئے دیار حبیب خدا شرف انبیاء علیہ السلام مدینہ منورہ کو دل و روح کا چین جانتے ہوئے مسکن بنایا۔ کچھ احادیث بھی روایت کیں۔ اگرچہ بعض نے آپ کو ضعیف راوی کہا ہے

(تاریخ بغداد جلد 13 صفحہ 457 تہذیب التذیب جلد 10 صفحہ 419 تا 422)

لیکن آپ کو شہرت آپ کی مشہور زمانہ تصنیف کتاب المغازی کی بدولت ملی۔ جس کے کئی ایک اجزاء واقعی اور ابن سعد کی کتاب المغازی میں محفوظ ہیں۔ 160 ھ بمطابق 776ء کو مدینہ طیبہ سے بغداد کی طرف رخت سفر باندھا جہاں انہیں

عباسی دربار خلافت کے متعدد امراء کی عنایات حاصل تھیں۔

اسرائیلی تاریخ اور آنحضرت ﷺ کی حیات طیبہ کے علاوہ سنین و تواریخ کے بارے میں بالخصوص جس کا سلسلہ ان کے سال تک پہنچتا ہے پریدہ طوئی حاصل تھا تاریخ طبری کی زیادہ تر معلومات اسی سے ماخوذ ہیں۔

آپ ماہ رمضان المعظم 170ھ بمطابق 787ء کو دارفانی سے دار بقا کی طرف منتقل ہوئے۔ آخری آرام گاہ بھی حضور غوث پاک کے شہر بغداد میں مرجع عام و خاص ہے۔

(6) ابو حاتم بن حیان کا قول:-

جلیل القدر محدث ابو حاتم محمد بن حیان متوفی 354ھ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں
ولد النبی ﷺ عام الفیل یوم الاثنين لا ثنتی عشرة مضت من

شهر ربیع الاول . (سیرۃ النبویہ و اخبار الخلفاء صفحہ 4 تا 33)

امام ابو حاتم نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ کی ولادت باسعادت عام الفیل کے سال
پیر کے دن بارہ ربیع الاول ہوئی۔

تعارف! امام ابو حاتم بن حیان متوفی 354ھ رحمۃ اللہ علیہ

نام محمد والد کا نام حیان جبکہ کنیت ابو حاتم ہے۔ عمر کے شروع سے ہی تحصیل علم
میں خاصہ ذوق موجود تھا اسی ذوق کے سہارے اپنے علاقہ کے تمام علماء سے

شرف تلمذ حاصل کیا۔ پھر تحصیل علم کے شوق میں عراق، شام، حجاز، خراسان، ماوراء النہر اور ترکستان کے سفر طے کیے۔ فقہ و حدیث میں ابو محمد بن اسحاق کے سامنے زانوئے تلمذ طے کیا۔ علم طب و نجوم میں بھی دسترس حاصل کی سمرقند اور سائر میں قاضی القضاہ کے عہدے پر بھی فائز رہے۔ لیکن ان مشاغل کی بنا پر اپنا اصل مشن نہیں بھولے یعنی تصنیف و تالیف پر پورا وقت دیتے رہے جن میں اہم تصانیف یہ ہیں۔ کتاب الصحابہ، کتاب التابعین، اتباع التبغ، اتباع التابعین الفصل بین النقلة، علل اوہام، اصحاب التوارخ، سیرۃ النبویہ و اخبار الخلفاء۔ آپ نے دین متین کی خدمت سرانجام دیتے ہوئے 354ھ کو سیقان میں انتقال فرمایا بستان میں آخری آرام گاہ میسر آئی۔

(7) ابو جعفر محمد بن جریر طبری کا قول:-

عظیم مورخ ابو جعفر محمد بن جریر طبری متوفی 360ھ رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

ولد رسول اللہ ﷺ یوم الاثنين عام الفیل لاثنتی عشرة لیلة

مضت من شهر ربیع الاول . (تاریخ طبری، جلد 2، صفحہ 125)

رسول اللہ ﷺ کی ولادت باسعادت پیر کے روز ربیع الاول کی بارہویں تاریخ کو عام الفیل میں ہوئی۔

تعارف ابو جعفر محمد بن جریر طبری متوفی 360ھ رحمۃ اللہ علیہ

نام محمد والد کا نام جریر جبکہ کنیت ابو جعفر ہے آبائی صوبہ طبرستان ہونے کی وجہ سے طبری مشہور ہوئے۔

ابو جعفر محمد بن جریر طبری مشہور عرب مؤرخ ہیں 224ھ کے آخر یا 225ھ کی ابتدا میں بمطابق 839ء کو طبرستان کے دار الحکومت آمل میں پیدا ہوئے۔ سات سال کی عمر میں تکمیل قرآن مجید کر لینا علمی ذوق کا منہ بولتا ثبوت ہے ابتدائی تعلیم علاقہ میں پائی بعد ازاں اسلامی دنیا کا دورہ کیا اس دوران امام احمد بن حنبل سے اکتساب فیض کی نیت سے بغداد پہنچے مگر کچھ ہی عرصہ بعد علم کا مینارہ امام احمد صدائے حق بلند کرتے ہوئے جان جان آفرین کے سپرد کر گئے۔ طبری عالمانہ مزاج اور اعلیٰ کردار کے مالک تھے۔ زندگی کا اکثر حصہ انہوں نے عرب اور اسلامی روایات کے سلسلے میں مواد جمع کرنے، تعلیم و تعلم اور تصنیف و تالیف میں گزارا شاید اسی لیے ہمیشہ جلیل القدر مراتب و مناصب قبول کرنے سے انکار کیا۔

اس علمی ذوق کا نتیجہ ہوا کہ آپ نے علم تاریخ، فقہ، تفسیر القرآن، قرأت، عروض، نحو، طب، ریاضی بلکہ علم الاخلاق میں بھی نام پیدا کیا۔

مصر سے واپسی یعنی 876ھ بمطابق 877ء کے بعد دس سال تک شافعی مذہب کے پیروکار رہے پھر اپنا الگ دبستان قائم کیا۔ جس کے پیروکار اپنے آپکو جریرہ (انکے والد کی نسبت) کہتے تھے۔ چونکہ امام شافعی سے زیادہ

اعتقادی اختلاف نہ تھا اسی وجہ سے یہ تحریک جلد ختم ہو گئی۔ امام طبری نے جامع البیان فی تفسیر القرآن، تاریخ الامم والملوک اور بہت سی کتابیں اپنے پیچھے یادگار چھوڑی ہیں۔ اور 310ھ میں وفات پائی۔

(8) امام ابوالحسن ماوردی کا قول:-

امام ابوالحسن علی بن محمد ماوردی متوفی 450ھ لکھتے ہیں۔

لا نه ولد بعد خمسين يوم ما من الفيل موت ابیه فی يوم الاثنين

الثاني عشر من شهر ربيع الاول . (اعلام النبوه جلد 1 صفحہ 270)

عام الفیل کے پچاس روز بعد اپنے والد گرامی کے وصال کے بعد رسول اللہ ﷺ کی ولادت ربیع الاول کی بارہ 12 تاریخ کو ہوئی۔

تعارف! امام ابوالحسن علی بن محمد ماوردی متوفی 450ھ رحمۃ اللہ تعالیٰ۔

نام علی والد کا نام محمد جبکہ کنیت ابوالحسن تھی مگر آپ ماوردی کے لقب سے مشہور ہوئے جسکی وجہ کہ آپ عرق گلاب کی تجارت کرتے تھے جس کو ماء الورد (عرق

گلاب) کہا جاتا ہے۔ (وفیات الاعیان 410/1)

آپ 364ھ بمطابق 974ء کو عراق کے شہر بصرہ میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم کے بعد شیخ ابوالقاسم الصمیری سے تفسیر، فقہ اور اصول فقہ کا درس لیا پھر بغداد جا کر شیخ ابو حامد الاسفہانی سے تمام علوم متداولہ کی تکمیل کی۔ (مجم الادب جلد 10 صفحہ 52)

شیخ امام ماوردی نے بالخصوص تفسیر، فقہ، اصول فقہ، عقائد، سیاست اور ادب میں کمال حاصل کیا۔ (طبقات الشافعیۃ الکبریٰ جلد 3 صفحہ 301)۔ مختلف علوم و فنون میں شیخ ماوردی سے استفادہ کرنے والوں میں ابوبکر خطیب بغدادی، اور ابوالعزہ احمد بن عبداللہ مشہور ہیں۔ (تاریخ بغداد جلد 12 صفحہ 102) آپ کی شہرہ آفاق کتب میں تفسیر القرآن الکریم، کتاب الافناع فی الفقہ، معرفۃ الفہما، الامثال والحکم، کتاب العیون، ادب الدنیا والدین، الاحکام السلطانیہ، اعلام النبہ (جس سے مذکورہ عبارت لی گئی) کے علاوہ بھی متعدد کتابیں اپنے پیچھے یادگار چھوڑیں۔ الماوردی مختلف شہروں میں قاضی کے منصب پر فائز رہے آخر میں بغداد کے قاضی مقرر ہوئے۔ اور وفات تک اسی شہر کے محلہ درب زعفرانی میں مقیم رہے (تاریخ بغداد جلد 12 صفحہ 103)۔ ابوالحسن ماوردی بروز منگل 30 ربیع الاول 450ھ بمطابق 1058ء کو 86 سال کی عمر میں فوت ہوئے اور بدھ کے دن یکم ربیع الثانی کو بغداد کی جامع مسجد میں نماز جنازہ ادا کی گئی اور مقبرہ باب حرب میں دفن ہوئے۔ (وفیات الاعیان جلد 1 صفحہ 41)۔

(9) علامہ ابن خلدون متوفی 732ھ کا قول:-

ابوزید عبدالرحمن بن ابی بکر محمد ابن خلدون متوفی 732ھ لکھتے ہیں:-

ولد رسول الله ﷺ عام الفیل لاثنتی عشرة لیلة خلت من

ربیع الاول . (تاریخ ابن خلدون جلد 2 صفحہ 710)

رسول اللہ ﷺ کی ولادت نورانی عام الفیل بارہ ربیع الاول کو ہوئی۔

تعارف! ابوزید عبدالرحمن بن ابی بکر محمد ابن خلدون متوفی 732ھ رحمۃ اللہ علیہ

نام عبدالرحمن کنیت ابن خلدون جبکہ والد کا نام محمد تھا۔ کنیت خلدون کی شاید وجہ

ہے کہ ان کے سلسلہ نسب میں دسواں باپ خلدون تھا اور تاریخ میں نسب یوں

یاں کیا جاتا ہے ابوزید ولی الدین عبدالرحمن بن ابی بکر محمد بن ابی عبداللہ بن محمد

بن الحسن بن محمد بن ابن جعفر محمد بن ابراہیم بن عبدالرحمن بن خلدون۔

خلدون کی وجہ تسمیہ!

خلدون بھی اصل میں خالد کی بدلی ہو حالت ہے وجہ یہ ہے

کہ نو خاندان اندلس میں آباد ہوئے انکی یہ عادت تھی دوسرے مقامی قبیلوں

سے امتیاز کیلئے اپنے آباؤ اجداد میں سے کسی غیر معروف شخص کو لے لیتے تھے۔ تو

اس کے نام کے ساتھ آخر میں اور نون کا اضافہ کر دیتے۔ انکے جد اعلیٰ کا نام

بھی خالد ہوگا جو اس خود ساختہ قانون کے تحت خلدون ہو گیا جیسے بدر، سے

بدرون اور عبد سے عبدون وغیرہ۔ اور یہ وجہ بھی بیان کی گئی ہے یہ واؤ اور نون کا

اضافہ ہسپانوی زبان میں تکبیر کی غرض سے ہوتا ہے جس کا مطلب خلدون سے

مراد خالد اکبر ہے۔

حالات:-

ابن خلدون یکم رمضان المبارک 732ھ بمطابق 27 مئی 1332ء کو تونس میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم کیلئے ابوالحسن مرینی کے درباری علماء سے استفادہ کرنے کا موقع ملا۔ قرآن مجید حفظ کیا اور مروجہ تمام علوم قرآن و حدیث سے فلسفہ و منطق تک تمام میں ملکہ تامہ حاصل کیا۔ ابھی عمر 17 برس تھی کہ اس علاقہ میں طاعون کی وبا پھیل گئی جس سے والدین اور اکثر اساتذہ دارفانی سے داربقاء کی طرف منتقل ہو گئے۔ المختصر حالات نے بہت کروٹیں بدلیں مگر یہ آسمان علم و حکمت کا ایک درخشندہ ستارہ بن کر چمکے اور مختلف شاہی درباروں میں علمی جواہر دیکھائے دسمبر 1383ء میں حج کی نیت سے چلے قاہرہ (مصر) میں شہرت تو پہلے ہی تھی تو جامع ازہر کے طلباء کے اصرار پر وہیں کچھ عرصہ فقہ مالکی کی تدریس کے فرائض سرانجام دیئے اور فقہ مالکی کے عہدہ قضاء پر بھی فائز رہے۔ حالات نے ایک بار پھر گوشہ نشینی پر مجبور کیا مگر اس حالت میں جو خبر سنی تو وہ ساری زندگی کے غموں پر سبقت لے گئی وہ خبر یہ تھی کہ بیوی بچے ان کی طرف آرہے تھے کہ سمندری سفر میں موجوں کی نذر ہو گئے جب یہ خبر پہنچی تو بے اختیار پکارا ٹھے فقدت بذاک المال والسعادة والبنین۔ یعنی اس حادثے سے میں مال، خوش بختی اور اولاد سب سے محروم ہو گیا۔ اس کے فوراً بعد حج کیلئے چلے گئے اور

کتب میں بالخصوص کتاب العبر کو خاصی مقبولیت ملی بالخصوص اسکے مقدمہ کو کیونکہ اس میں انہوں نے پہلی بار تاریخ تمدن کا سائنٹیفک تجزیہ کیا۔

بالآخر ابن خلدون زندگی مستعار سے دار بقا کی طرف 25 رمضان 808ھ بمطابق 12 مارچ 1206ء کو منتقل ہو گئے۔ لوگوں نے انہیں قاہرہ کے قبرستان میں دفن کیا لیکن زمانے کی دست برد سے ان کی قبر کا نشان تک مٹ گیا۔

(10) امام سخاوی کا قول:-

مشہور محدث ابوالخیر محمد بن عبدالرحمن سخاوی متوفی 902ھ رحمۃ اللہ

علیہ لکھتے ہیں۔

ولد رسول اللہ ﷺ فی یوم الاثنين عند فجره لا ثنتی عشرة

لیلة مضت ربيع الاول عام الفیل . (الحقۃ اللطیفۃ، جلد 1 صفحہ 7)

رسول اللہ ﷺ پیر کے دن فجر کے وقت بارہ ربیع الاول عام الفیل کو پیدا ہوئے

تعارف!! ابوالخیر محمد بن عبدالرحمن سخاوی متوفی 902ھ رحمۃ اللہ علیہ

نام محمد والد کا نام عبدالرحمن کنیت ابوالخیر جبکہ لقب شمس الدین تھا مگر مشہور سخاوی

کے نام سے ہوئے جو کہ ان کے آبائی وطن سخا (مصر کا ایک گاؤں) کی طرف

منسوب ہے۔ مکمل نام ابوالخیر شمس الدین محمد بن عبدالرحمن بن ابوبکر بن عثمان

السخاوی ہے۔ آپ ماہ ربیع الاول 831ھ بمطابق نومبر 1427ء کو قاہرہ

(مصر) میں پیدا ہوئے۔ صغریٰ میں تکمیل حفظ القرآن کے بعد علوم مروجہ کی طرف مشغول ہو گئے آپ نے قرأت، تفسیر، حدیث، فقہ، تاریخ، علم فرائض و حساب، اصول فقہ میں دسترس حاصل کی جس کے لئے آپ کو تقریباً اسی 80 شہروں کی طرف سفر کی صعوبتیں برداشت کرتے ہوئے چار سو علماء کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کرنے کا موقع میسر آیا۔

جبکہ آپ کے اساتذہ میں علامہ ابن حجر عسقلانی کا نام سب سے نمایاں ہے ان کی وفات کے بعد ہی آپ نے حجاز مقدس کے دوسرے علماء کی طرف رجوع فرمایا امام سخاوی کی تصانیف کا دائرہ بڑا وسیع ہے مختلف علوم و فنون پر مشتمل آپ کی کتابوں کی تعداد تقریباً نوے کے قریب ہے۔ امام موصوف اسلام کی ترویج و اشاعت کا اہم فریضہ سرانجام دیتے ہوئے شعبان 902ھ بمطابق اپریل 1497ء کو مدینہ منورہ میں وصال فرمایا اور سر کا حلیہ ﷺ کے پڑوسی قبرستان جنت البقیع میں ابدی نیند سو گئے۔

(11) ابن حجر مکی کا قول:-

فقہ شافعی کے مشہور امام ابوالعباس احمد بن حجر مکی متوفی 974ھ رحمۃ

اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

وكان مولده ليلة الاثنين لا ثنتي عشرة ليلة خلت من شهر

(العمدة الكبرى على العالم صفحہ 20)

ربيع الاول .

تعارف! ابو العباس احمد بن محمد بن حجر مکی متوفی 974ھ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مشہور شافعی فقیہ آپ کا نام احمد والد کا نام محمد دادا کا نام بھی محمد کنیت ابو العباس عرف ابن حجر مکی البیہقی ہے آپ الغزالیہ کے محلہ ابی الہیثم میں ماہ رجب المرجب 909ھ بمطابق 1504ء کے آخر میں پیدا ہوئے۔ بچپن میں ہی والد کا سایہ سر سے اٹھ گیا لیکن والد کے استاد صوفی شمس الدین متوفی 632ھ اور ان کے شاگرد شمس الدین محمد الشناوی نے ان کے اخراجات تعلیم کو برداشت کیا۔ جب ابتدائی تعلیم مکمل کی تو 924ھ میں انہیں تحصیل علوم کے لئے جامع ازہر میں بھیج دیا وہاں آپ نے اعلیٰ شیوخ سے زانوئے تلمذ طے کیا۔ آپ کی عمر بمشکل بیس برس تھی کہ آپ نے تمام علوم متداولہ کی تکمیل کر لی اور آپ کو وہیں جامع الازہر میں افتاء اور درس و تدریس کی اجازت مل گئی۔ 933ھ کو پہلی بار حج بیت اللہ کیلئے روانہ ہوئے اور دو سال تک وہیں مکہ میں مقیم رہے اور تصنیف کا کام شروع کیا پھر مصر واپس آ کر بھی تدریس کے ساتھ ساتھ ہی مشغول رہا۔ 937ھ میں اہل و عیال کے ساتھ دوسری مرتبہ حج بیت اللہ کیلئے تشریف لے گئے مگر 940ھ میں تیسری مرتبہ حرمین کی زیارت کو گئے تو مکہ شریف کو اپنے لئے مستقل مسکن بنایا۔ تصنیف و تالیف اور درس و تدریس میں ہمہ تن گوش رہے اور آپ نے مکہ شریف میں شافعی مذہب کے بڑے مفتی کی حیثیت سے زندگی بسر کی۔

آپ کی مشہور کتب میں فتاویٰ الکبریٰ، فتاویٰ الحدیثیہ، الصواعق المحرقة فی الرد

علی اہل البدع والزندقہ، کف الرعاع من محرمات اللہ والسماع، الجواہر المنظم
فی زیارة القبر المکرم، الخیرات الاحسان فی مناقب امام ابوحنیفہ النعمان، النعمة
الکبریٰ علی العالم (جس کی عبارت نقل کی گئی ہے) کے علاوہ سینکڑوں کتابوں کے
مصنف ہونے کا اعزاز پاتے ہوئے 23 رجب 974ھ بمطابق 1567ء
میں خالق حقیقی سے جا ملے۔ جنت المعلیٰ مکہ میں آخری آرام گاہ بنی۔

(12) مولانا عبد الرحمن جامی کا قول:-

تاجدار عشق نور الدین عبد الرحمن جامی متوفی 998ھ رحمۃ اللہ تعالیٰ

علیہ لکھتے ہیں۔

ولادت رسول اکرم ﷺ بتاریخ 12 ربیع الاول بروز پیر واقعہ فیل سے پچیس دن

(شواہد النبوت فارس ص 22، مترجم اردو، ص 52)

بعد ہوئی۔

تعارف: نام عبد الرحمن والد کا نام نظام الدین احمد دشتی لقب نور الدین جبکہ

مشہور ملا جامی کے نام سے ہیں۔ آپ بہت بڑے عالم دین، باکمال صوفی اور

بلند پایہ شاعر تھے۔ تصوف و معرفت کی دنیا میں انکا عشق مصطفیٰ مشہور ہے۔

مولانا عبد الرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ خراسان کے ضلع جام، قصبہ خر جرد میں

23 شعبان 817ھ بمطابق 7 نومبر 1414ء کو پیدا ہوئے۔

آپ بچپن میں اپنے والد گرامی علامہ نظام الدین احمد دشتی کے ہمراہ ہرات اور

سمرقند تشریف لے گئے جو کہ اس وقت اسلامی علوم و فنون کے عظیم مراکز مانے جاتے تھے۔ وہیں سے آپ نے علوم اسلامیہ و عربیہ مکمل کی اور تاریخ و ادب میں بھی کمال حاصل کیا۔ علوم ظاہری کے بعد علوم باطنی کیلئے آپ تصوف کے شہنشاہ تاجدار نقشبند بلکہ سلسلہ نقشبندیہ کے بانی خواجہ بہاؤ الدین ملتانی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ کے منظور نظر مرید و خلیفہ سعد الدین محمد کاشغری رحمۃ اللہ علیہ سے شرف بیعت کیا اور باقاعدہ علم تصوف کیلئے ان کے حلقہ ارادت میں داخل ہو گئے۔

877ھ بمطابق 1472ء کو حرمین شریفین کی حاضری سے سرفراز ہوئے واپسی پر ہمدان بغداد، کربلا، نجف شریف، دمشق، حلب اور تبریز کے علاقوں سے ہوتے ہوئے وطن واپس آ گئے۔ زمانہ دیکھا مگر دریائے دجلہ میں گھر کر لیا تھا ہر وقت اسی شوق میں رہتے تھے پھر اسی شوق میں آپ نے شاعری کے دیوان لکھے نثر میں بھی بہت سی کتابیں لکھیں ساتھ میں دریائے دجلہ کی حاضری کی کوشش بھی رہی مگر روک دیا جاتا کہ اپنے پاس ایسا درد مند نہ شاعری مجموعہ رکھتا ہے اگر دربار مصطفیٰ ﷺ میں آ گیا تو شاید ظاہری شریعت کا پردہ چاک ہو جائے گا یہی وجہ ہے کہ عظیم شاعر ہونے کے باوجود کسی بادشاہ کے دربار میں نہ گئے۔

شاید اعلیٰ حضرت عظیم البرکت رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی حقیقت کے ساتھ ساتھ اپنے ائمہ کرام کا مذہب بھی بیان فرمایا۔

کروں مدح اہل دول رضا پڑے اس بلا میں میری بلا
میں گدا ہوں اپنے کریم کا میرا دین پارے ناں نہیں
تو مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ ہواؤں سے کلام فرماتے ہوئے بارگاہ مصطفیٰ ﷺ
میں پیغام محبت بھیجتے ہیں۔

نسیما جانب بطحا گذر کن زے احوال محمد ﷺ را خبر کن
گرچہ شد جامی ز لطفش خدایا ایں کرم بارے دیگر کن
سالار مذہب عشق مولانا جامی کی بہت سی کتابیں آپ کی ہمیشہ یاد زندہ رکھنے کیلئے
کافی ہیں۔ نثر میں آپ کی تصانیف، تفسیر، شرح فصوص الحکم، رسالہ فی الوجود،
رسالہ لا الہ الا اللہ، شرع رباعیات، مناسک حج، مناقب، نجات الانس شرح ملا
جامی، اور شواہد النبوہ یہی وہ کتاب ہے جس میں آپ نے سرکار علیہ السلام کی
تاریخ ولادت 12 ربیع الاول لکھی ہے اور نظم میں بہت سے دیوان موجود ہیں۔
مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ 18 محرم الحرام 998ھ بمطابق 9 نومبر
1492ء کو ہرات میں دارفانی سے دار بقا کی طرف منتقل ہوئے۔ حاکم ہرات
نے نماز جنازہ پڑھائی اور مرشد کریم کے مقبرہ کے سائے میں شیخ کا پڑوس
نصیب ہوا۔ یعنی ہرات میں آپ کا مزار مرجع عام و خاص ہے۔



فصل الثانی

12 ربیع الاول کی نسبت سے ربیع الاول کی 12 تاریخ میلاد مصطفیٰ ﷺ ہونے کے بارے میں اکابرین علماء دیوبند اور غیر مقلدین کے بارہ اقوال۔

(1) حکیم صادق سیالکوٹی کا قول:-

غیر مقلدین کے مولوی حکیم جناب صادق سیالکوٹی صاحب لکھتے ہیں بہار کے موسم بارہ ربیع الاول (22 اپریل 571ء) سوموار (پیر) کے روز نور کے تڑکے (تشریف لائے) (سیدالکونین صفحہ 59)

نوٹ:-

جدید ایڈیشن میں ترمیم کر کے تحقیق کا نام دے دیا گیا ہے۔

(2) قاضی نواب علی کا قول:-

مسلمک الہمدیث غیر مقلدین کی عظیم شخصیت جناب قاضی نواب علی صاحب لکھتے ہیں۔ صبح کا وقت تھا پیر کا دن تھا ربیع الاول کی بارہ تاریخ تھی حضور ﷺ کی ولادت باسعادت ہوئی۔ (رسول اکرم ﷺ ص 21 تا 22)

(3) محمد رفیق دلاوری کا قول:-

مسلم دیوبند کے مشہور عالم جناب ابوالقاسم محمد رفیق دلاوری صاحب لکھتے ہیں۔ حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ دوشنبہ (پیر) کے دن 12 ربیع الاول صبح صادق کے وقت مکہ معظمہ کے محلہ شعب بنی ہاشم میں ظہور فرما ہوئے۔
(سیرت کبریٰ جلد 1 صفحہ 224)

(4) مفتی محمد شفیع کا قول:-

مسلم دیوبند کے مفتی اعظم جناب مفتی محمد شفیع صاحب لکھتے ہیں۔
ماہ ربیع الاول کی بارہویں (12) تاریخ روز دوشنبہ (پیر) دنیا کی عمر میں ایک نرالا دن ہے کہ آج پیدائش عالم کا مقصد لیل و نہار کے انقلاب کی اصلی غرض آدم اور اولاد آدم کا فخر کشتی نوح کی حفاظت کا راز ابراہیم کی دعا اور موسیٰ و عیسیٰ کی پیش گوئیوں کا مصداق یعنی ہمارے آقائے نامدار محمد رسول اللہ ﷺ رونق افروز عالم ہوئے ہیں۔
(سیرت خاتم الانبیاء صفحہ 20)

(5) محمد اسلم قاسمی کا قول:-

مسلم دیوبند کے مشہور عالم جناب قاری محمد طیب کے فرزند محمد اسلم قاسمی صاحب لکھتے ہیں۔ بارہ (12) ربیع الاول پیر کے

روز اپریل کی بیس تاریخ 571ء کو صبح کے وقت جناب آمنہ کے ہاں ولادت ہوئی۔
(سیرت پاک صفحہ 22)

(6) محمد میاں کا قول:-

مسلم دیوبند کے عالم جناب سید محمد میاں دیوبندی صاحب لکھتے ہیں۔ تاریخ ولادت ربیع الاول کی بارہ (12) تھی۔ (سیرت مبارکہ جلد 1 صفحہ 6)

(7) ولی رازی کا قول:-

مسلم دیوبند کے مشہور مولوی جناب ولی رازی دیوبندی صاحب لکھتے ہیں۔ ولادت سال مولود کے ماہ سوم ربیع الاول کی دس اور دو (12) ہے۔

(حادی عالم صفحہ 43)

(8) ابوالحسن ندوی کا قول:-

دیوبند مکتبہ فکر کے مشہور عالم جناب ابوالحسن ندوی صاحب لکھتے ہیں۔ آپ کی ولادت باسعادت بروز دوشنبہ (پیر) بارہویں (12) تاریخ ماہ ربیع الاول میں بمطابق عام الفیل 570ء میں ہوئی۔ (قصص النبیین ج 5 ص 48)

(9) مفتی زین الدین سجاد کا قول:-

مسلم دیوبند کے نامور مفتی جناب مفتی زین الدین سجاد صاحب

لکھتے ہیں۔ حضور ﷺ کی ولادت 12 ربیع الاول 20 اپریل 571ء کو ہوئی۔

(تاریخ ملت صفحہ 34)

(10) طالب ہاشمی کا قول:-

مسلک دیوبند کے معتمد عالم جناب طالب ہاشمی صاحب لکھتے ہیں۔
جس دن ہمارے رسول پاک دنیا میں تشریف لائے یہ اپریل 571ء کی بیس
تاریخ اور ربیع الاول کے مہینے کی 12 تاریخ تھی اور پیر کا دن تھا۔

(ہمارے رسول پاک صفحہ 43)

(11) احمد علی لاہوری کا قول:-

مسلک دیوبند کے امام التفسیر جناب احمد علی لاہوری صاحب لکھتے ہیں
احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ رحمۃ اللعالمین ﷺ 12 ربیع الاول بیس (20) اپریل 571ء
پیر کے دن عرب دیس کے شہر مکہ میں پیدا ہوئے۔

(فت روزہ خدام الدین صفحہ 7، مارچ 1977)

(12) عبد الماجد دریا آبادی کا قول:-

مسلک دیوبند کے حکیم الامت جناب اشرف علی تھانوی صاحب کے
خلیفہ عبد الماجد دریا آبادی لکھتے ہیں حضور اقدس ﷺ کی تاریخ ولادت بارہ
(12) ربیع الاول ہے۔ (ماہنامہ خاتون پاکستان رسول نمبر 1383 صفحہ 36)

الفصل الثالث

تاریخ میلاد النبی ﷺ میں مشہور قول 12 ربیع الاول ہونے کے بارے 12 ربیع الاول کی نسبت سے 12 اقوال۔

(1) امام ابن کثیر کا قول:-

ابوالفداء اسمعیل بن عمر عماد الدین الشافعی ابن کثیر متوفی 774ھ لکھتے ہیں۔
عن جابر و ابن عباس انهما قالوا ولد رسول الله ﷺ عام الفيل
يوم الاثنين الثاني عشر من شهر ربيع الاول وهذا هو المشهور
عند الجمهور .
(البدایہ والنہایہ ج 3 ص 32 باب مولد رسول ﷺ)

حضرت جابر اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے راویت کہ یہ دونوں (حضرت جابر اور ابن عباس رضی اللہ عنہما) فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی ولادت باسعادت عام الفیل میں پیر کے روز بارہ ربیع الاول کو ہوئی۔ اور یہی جمہور علماء کے نزدیک مشہور ہے۔

تعارف! ابوالفداء اسمعیل بن عمر عماد الدین الشافعی ابن کثیر
نام اسماعیل والد کا نام عمر کنیت ابوالفداء لقب ابن کثیر شافعی مسلک سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ 710ھ بمطابق 1301ء کو دمشق میں پیدا ہوئے۔

حصول علم کیلئے بے حد کوشش کی اور فنِ حدیث و تاریخ میں اپنا نام پیدا کیا۔ اور اپنے زمانہ کے مشہور علماء سے درس لیا جن میں دھابہ کے امام ابن تیمیہ بھی شامل ہیں۔ اور آپ نے کثیر کتب یادگار چھوڑیں جن میں بالخصوص قرآن کی تفسیر اور تاریخ عالم بعنوان البدایہ والنہایہ زیادہ مشہور ہیں۔ جبکہ امام ابن کثیر نے احادیث کا بھی ذخیرہ جمع فرمایا۔ ابن کثیر نے شعبان 774ھ بمطابق 1337ء میں وفات پائی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

(2) ملا معین الدین واعظ کاشفی کا قول:-

معروف سیرت نگار ملا معین الدین واعظ کاشفی متوفی 910ھ لکھتے ہیں مشہور ہے کہ ربیع الاول کے مہینے میں آنحضرت ﷺ تشریف لائے اور اکثر کہتے ہیں کہ ربیع الاول کی بارہ تاریخ تھی۔ (سراج النبوت جلد 1 صفحہ 37 باب سوم)

تعارف! ملا معین الدین واعظ کاشفی متوفی 910ھ

نام معین الدین والد کا نام، شرف الدین حاجی محمد الفراء ہی، لقب واعظ جبکہ تخلص نثر میں مسکین معین مگر شاعری میں معین ہی مشہور ہے۔ آپ اپنے دور کی مجالس میں اثر انگیز مواعظ کی وجہ سے واعظ کے لقب سے جانے جاتے ہیں سلطان ابو الغازی حین کے عہد میں زبردست فاضل، بلند پایہ مفسر قرآن اور قادر الکلام واعظ ہونے کا سہرا آپ کے سر ہے۔

آپ مولانا عبد الرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے ہم عصر ہیں۔ تحریروں اور تقریروں میں جامی جیسا عشق نظر آتا ہے۔ ملا معین الدین کاشفی رحمۃ اللہ علیہ اپنے بھائی نظام الدین کے بعد اپنے علاقہ ہرات کے قاضی بھی رہے چونکہ آپ منصب شاہی، دنیاوی جاہ جلال کو پسند نہیں فرماتے تھے اسی وجہ سے ایک سال بعد منصب قضاء سے مستعفی ہو گئے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے پیچھے بہت سی کتابیں یادگار چھوڑی ہیں۔ جن میں بالخصوص تفسیر بحر الدرد، تفسیر صائق الحقائق فی کشف الاسرار الدقائق، واضحہ فی اسرار الفاتحہ، روضۃ الواعظین فی احادیث سید المرسلین، تفسیر یوسف، اعجاز موسوی، دیوان معین اور معارج النبوت ہے۔ آپ نے 910ھ بمطابق 1505ء کو پیغام اجل پر لبیک کیا اور ہمیشہ کیلئے مالک و خالق حقیقی سے جا ملے۔ اور آخری آرام گاہ ہرات میں ہے۔

(3) امام قسطلانی کا قول:-

شارح بخاری امام قسطلانی متوفی 923ھ لکھتے

ہیں۔ والمشہور انه ولد یوم الاثنين ثانی عشر شهر ربيع الاول اور مشہور یہ ہے کہ رسول اکرم ﷺ پیر بارہ ربیع الاول کو پیدا ہوئے۔

(مواہب اللدنیہ، جلد 1، صفحہ 142)

تعارف! شارح بخاری امام قسطلانی متوفی 923ھ

نام احمد والد کا نام محمد بن ابوبکر الخطیب شہاب الدین الشافعی کنیت ابو العباس لقب شہاب الدین جبکہ مشہور آپ امام قسطلانی کے نام سے ہیں۔ آپ 12 ذیقعدہ 851ھ بمطابق 19 جنوری 1448ء کو قاہرہ (مصر) میں پیدا ہوئے۔ علم دین حاصل کرنے کیلئے بچپن سے ہی کمر باندھ رکھی تھی اور امام ابن حجر عسقلانی جیسے عظیم استاد سے علم حاصل کیا۔ مکہ میں دو بار مختصر سے قیام کے علاوہ ساری زندگی قاہرہ میں گذاری وہیں درس و تدریس اور تصنیف و تالیف کا اہم فریضہ سرانجام دیا۔ آپ کے شاگردوں میں امام سخاوی جیسی عظیم شخصیات کا نام آتا ہے۔ امام قسطلانی نے بہت سی کتابیں اپنے پیچھے صدقہ جاریہ فیض عام کے طور پر چھوڑی ہیں۔ جن میں چند ایک کے نام یہ ہیں۔

شرح حدیث میں ارشاد الساری فی شرح البخاری، فن تجوید میں آپ کی کتاب لطائف الارشادات لفنون القرات، تصوف میں آپ کی کتاب مقامات العارفين، قصیدہ بردہ شریف کی شرح سالک الخفاء الی مشارع الصلوٰۃ علی النبی المصطفیٰ لکھی جبکہ آپ کی مشہور زمانہ سیرت النبی پر لکھی گئی کتاب، المواہب اللدنیہ ہے

امام قسطلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ 7 محرم الحرام 923ھ بمطابق 31 جنوری 1517ء بروز جمعہ کو خالق و مالک رب العلمین سے جا ملے۔ آپ کا مزار شریف قاہرہ میں مرجع خلافت ہے۔

(4) ملا علی قاری کا قول:-

والمشہور انہ ولد فی یوم الاثنين ثانی عشر ربیع الاول - اور مشہور یہی ہے کہ حضور اقدس ﷺ کی ولادت باسعادت پیر کے روز بارہ ربیع الاول کو ہوئی۔
(المور والروی صفحہ 98)

تعارف: ملا علی قاری متوفی 1014ھ

نام علی والد کا نام سلطان محمد کنیت ابوالحسن لقب شیخ نور الدین جبکہ آپ مشہور ملا علی قاری کے نام سے ہیں۔ آپ افغانستان کے شہر ہرہ میں پیدا ہوئے آپ نے حفظ القرآن اور تجوید شیخ معین الدین ابن الحافظ زین الدین اھر وی سے مکمل کیا۔ ابتدائی علوم بھی اسی علاقہ ہرہ میں حاصل کیے پھر آپ 952ھ کو مکہ معظمہ کی طرف ہجرت فرما گئے اور وہاں کے مختلف علمی حلقوں میں شریک ہو کر علم حاصل کیا اور مختلف علوم و فنون میں یدِ طولیٰ رکھتے تھے۔

آپ نے اپنے زمانہ کے مشہور علماء کے سامنے زانوئے تلمذ طے کیا۔ ایسے ہی فاضل تلامذہ سے بھی زمانہ کو سرشار فرمایا یعنی کثیر تعداد میں علماء کو امت کی ہدایت کیلئے تیار فرمایا۔ ساری زندگی درس و تدریس کے ساتھ قلمی ذوق میں گزاری جس کا بین ثبوت آپ کے سینکڑوں معتمد علماء، شاگرد اور درجنوں کتب جو آپ کے قلم سے نکلیں ہیں۔ حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کا وصال باکمال 1014ھ

کو مکہ مکرمہ میں ہوا۔ اور آخری آرامگاہ جنت المعلیٰ میں نصیب ہوئی۔

(5) امام حسین بن محمد دیار بکری کا قول:-

مشہور زمانہ مورخ حسین بن محمد بن الحسن تاریخ

میلا دالنبی ﷺ کے بارے لکھتے ہیں۔

والمشہور انه ولد فی ثانی عشر ربیع الاول وهو قول ابن اسحاق
اور مشہور یہی ہے کہ حضور اکرم ﷺ کی ولادت باسعادت بارہ ربیع الاول کو ہوئی
اور یہ ابن اسحاق کا قول ہے۔
(تاریخ الخلیس ج 1، صفحہ 196)

تعارف! مورخ حسین بن محمد بن الحسن دیار بکری

نام حسین والد کا نام محمد مشہور الدیار بکری رحمۃ اللہ علیہ دسویں صدی ہجری
بمطابق سولھویں صدی عیسوی کے مقبول ترین مورخ اور محقق ثابت ہوئے۔
دیار بکر اصل میں بنو بکر کی سرزمین جو جزیرہ (العراق) کے شمالی صوبے کا نام ہے
اسے دیار بکر اس لیے کہا جاتا ہے کہ پہلی صدی ہجری / بمطابق ساتویں صدی
عیسوی کے دوران میں بکر بن وائل کے قبیلہ ربیعہ کے ایک ممتاز گروہ کا مسکن بن
گیا تھا۔ امام حسین بن محمد بن الحسن دیار بکری نے آنحضرت ﷺ کی سیرت
تاریخ پر ایک کتاب بعنوان تاریخ الخلیس فی احوال نفس نفیس لکھی جو کہ بے حد
مشہور ہے

مصنف کی تعیین شخصیت کے بارے خاصی الجھن پائی جاتی ہے جس کی وجہ سے مورخین اور سیرت نگاروں نے آپ کی تاریخ ولادت و وفات کا تذکرہ نہ فرمایا لیکن انکی یادگار تصنیف رہتی دنیا تک مصنف کے باقی رہنے کیلئے کافی ہے۔

(6) ابوزہرہ مصری کا قول:-

ابوزہرہ مصری لکھتے ہیں۔

الجمعة العظمیٰ من علی الروایة علی ان مولده عليه الصلوة والسلام فی ربيع الاول من عام الفیل فی لیلة الثانی عشر منه جمہور محدثین کا موقف ہے کہ رسول اکرم ﷺ کی ولادت باسعادت بارہ ربیع الاول عام الفیل میں ہوئی۔
(خاتم النبیین جلد 1 صفحہ 172)

(7) نواب صدیق حسن کا قول:-

غیر مقلدین کے عظیم مجدد اور مشہور مفسر جناب مولوی نواب صدیق حسن خان بھوپالی صاحب لکھتے ہیں۔ ولادت شریف مکہ مکرمہ میں وقت طلوع فجر کے روز دوشنبہ (پیر) شب دوازدہم (12) ربیع الاول عام الفیل کو ہوئی جمہور کا قول یہی ہے۔ (الشمامة العنبریہ من مولد خیر البریہ ص 7)

(8) اشرف علی تھانوی کا قول:-

دیوبند مکتبہ فکر کے حکیم الامت جناب اشرف علی تھانوی صاحب لکھتے ہیں جمہور کے قول کے موافق بارہ (12) ربیع الاول تاریخ ولادت شریف ہے۔ (ارشاد العباد فی عید المیلاد صفحہ 5)

(9) مودودی صاحب کا قول:-

جماعت اسلامی کے بانی مودودی صاحب لکھتے ہیں۔ ربیع الاول کی کون سی تاریخ تھی اس میں اختلاف ہے لیکن ابن ابی شیبہ نے حضرت عبداللہ بن عباس اور جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا قول نقل کیا ہے کہ آپ 12 ربیع الاول کو پیدا ہوئے تھے اس کی تصریح محمد بن اسحاق نے کی ہے اور جمہور اہل علم میں یہی تاریخ مشہور ہے۔ (سیرت سرور عالم ج 1 ص 93)

(10) سرسید احمد خان کا قول:-

ہندوستان میں دیوبند مکتبہ فکر کو فعال کرنے والے جناب سرسید احمد خان صاحب لکھتے ہیں۔ جمہور مورخین کی رائے یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ بارہویں ربیع الاول کو عام الفیل کے پہلے برس یعنی ابرہہ کی چڑھائی سے پچیس روز بعد پیدا ہوئے۔ (سیرت محمدی صفحہ 217)

(11) احتشام الحق تھانوی کا قول:-

معروف دیوبندی عالم جناب احتشام

الحق تھانوی صاحب لکھتے ہیں مشہور روایت یہی ہے کہ ربیع الاول کے مہینے کی 12 تاریخ دوشنبہ (پیر) کا دن اور صبح صادق کا وقت تھا جب آپ ﷺ نے عصری وجسمانی وجود اقدس سے پوری کائنات کو رونق بخشی۔

(ماہنامہ محفل لاہور صفحہ 65 مارچ 1981)

(12) عبدالمعبود کا قول:-

جناب مولوی عبدالمعبود دیوبندی صاحب لکھتے ہیں۔

وہ صبح سعادت جس میں ظہور اقدس ہوا۔ دوشنبہ (پیر) 12 ربیع الاول بمطابق 20 اپریل 571ء تھی۔ تمام ارباب سیر و تاریخ اس بات پر متفق ہیں کہ پیر کا دن اور ماہ مبارک ربیع الاول تھا البتہ تاریخ میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ امام طبری امام ابن خلدون اور امام ابن ہشام وغیرہ نے 12 ربیع الاول بیان کی ہے اور یہی قول جمہور کا ہے۔

(تاریخ المکتبہ المکرمہ صفحہ)



الباب الثانی فی وفات النبی ﷺ

اللہ رب العزت عزوجل نے اپنے حبیب پاک صاحب لواک ﷺ کی رحلت مبارکہ، وفات طیبہ اور وصال مبارک کا ذکر قرآن مجید میں ارشاد فرمایا
إِنَّكَ مَيِّتٌ وَ إِنَّهُمْ مَيِّتُونَ . (القرآن، الذمر: 30)

بے شک آپ بھی وصال فرمانے والے ہیں اور انہوں نے بھی مرنا ہے۔ اور
سرکار ﷺ نے خود اپنی زبان مبارک سے فرمایا۔ (فانی امرئ مقبوض)
(مشکوٰۃ کتاب العلم ص 39)

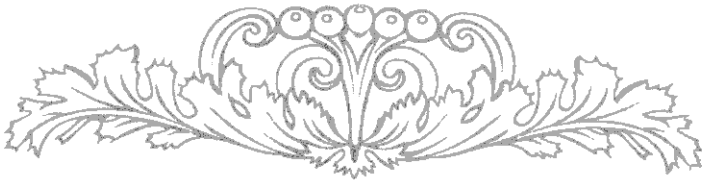
پس بے شک عنقریب میں بھی اللہ کے پیغام محبت پر لبیک کہنے والا ہوں یعنی
مجھے بھی موت آنی ہے مگر یہ بھی یاد رکھنے کی بات ہے کہ سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام
کو وفات مبارک فقط آنی ہے بقول اعلیٰ حضرت عظیم البرکت امام الشاہ احمد رضا
خان فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

انبیا کو بھی اجل آنی ہے مگر اتنی کہ فقط آنی ہے
پھر اس کے بعد ان کی حیات مثل سابق وہی جسمانی ہے

خالق کائنات نے انبیاء علیہم السلام بالخصوص مصطفیٰ کریم ﷺ پر موت کا وعدہ پورا فرما کر شرک کا قلع قمع فرمایا کہ محبوبانِ بارگاہِ خدا، خدا کے حبیب ہو سکتے ہیں خدا کے قریب ہو سکتے ہیں مگر اللہ رب العالمین کے شریک نہیں ہو سکتے۔

موت اصل میں کہتے ہیں اِنْفِکَاکُ الرُّوحِ عَنِ الْجَسَدِ روح کا جسم سے جدا ہو جانا یہ عمل ذاتِ مصطفیٰ ﷺ کے ساتھ بھی ہوا۔ مگر اتنا کہ فقط ہوا پھر روح منور کو واپس جسم مبارک میں لٹا دیا گیا کیونکہ مومن کی روح جسم سے اعلیٰ جگہ میں رکھی جاتی ہے جبکہ کائناتِ عالم میں کوئی جگہ لحدِ مصطفیٰ سے اعلیٰ نہیں ہو سکتی تو جسمِ مصطفیٰ ﷺ سے اعلیٰ جگہ کی تلاش کا تو تصور ہی پیدا نہیں سکتا۔

اب چونکہ سر کا ﷺ کے وصال مبارک کی تاریخ میں کافی اختلاف پایا جاتا ہے اس بات پر توافق ہے کہ آپ کی وفات مبارک کا سن گیارہ ہجری مہینہ ربیع الاول دن پیر کا تھا۔ لیکن اختلاف تاریخ وصالِ مصطفیٰ ﷺ کے بارے میں ہے مختلف فیہ تو تاریخِ کیم، دو، دس اور بارہ ربیع الاول ملتی ہیں۔ زیادہ اقوال کیم، دو اور بارہ ربیع الاول کے بارے میں ہیں۔ لہذا ذیل میں ہم بارہ ربیع الاول کی نسبت سے تینوں طرح کے ایک درجن اقوال پیش کرتے ہیں۔



الفصل الاول

سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تاریخ وصال یکم ربیع الاول کے بارے اقوال

(1) ابن الزبیر کا قول:-

حافظ شہاب الدین احمد بن علی بن متوفی 852ھ لکھتے ہیں۔

توفی رسول اللہ ﷺ یوم الاثنين لليلة خلت من ربيع الاول

ابن زبیر نے کہا ہے کہ آپ ﷺ کی وفات یکم ربیع الاول کو ہوئی۔

(فتح الباری جلد 8 صفحہ 473)

تعارف! حضرت عبداللہ بن زبیر متوفی 73ھ رضی اللہ عنہما

نام عبداللہ والد کا نام زبیر بن عوام کنیت ابو بکر اور ابو خبیب تھی۔ آپ کی ولادت

1ھ میں ہوئی آپ کی والدہ آپ کو لے کر رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر

ہوئیں تو سرکار مدینہ راحت قلب و سیدہ عائشہ نے کھجور چبا کر آپ کے منہ میں

ڈالی۔ جنگ جمل میں ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی حمایت میں بڑی

جائشاری سے لڑے لیکن جنگ صفین میں کوئی حصہ نہ لیا بلکہ امیر معاویہ کی بیعت

کر لی البتہ اپنی صداقت کا اظہار کرتے ہوئے یزید کی بیعت سے انکار کر دیا۔

60ھ میں مدینہ منورہ سے حضرت امام حسین اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ

عنہما نے مکہ مکرمہ کی طرف سفر کا ارادہ اس وقت فرمایا جب یزید نے بیعت کیلئے

کہا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ مکہ سے کر بلا کی طرف چلے گئے جبکہ حضرت عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ مکہ میں ہی رہے۔ پھر آپ نے امیر مکہ کی حیثیت سے یزیدی مظالم کا خندہ پیشانی سے مقابلہ کیا بالآخر ذوالقعدہ 72ھ میں عبدالملک بن مروان نے حجاج کو ابن زبیر پر حملہ کرنے کیلئے روانہ کیا اس وقت آپ حرم میں پناہ گزین تھے اور یہ جنگ کئی مہینوں تک جاری رہی بالآخر جمادی الثانی 73ھ میں آپ نے جام شہادت نوش فرمایا۔ حجاج نے بعد ازاں آپ کو سولی پر لٹکا دیا مکہ میں آپ کو دفن کیا گیا۔

(2) حضرت لیث بن سعد کا قول:-

علامہ بدرالدین عینی متوفی 855ھ لکھتے ہیں:-

تو فی رسول اللہ ﷺ یوم الاثنين لليلة خلت من ربيع الاول ابو بکر نے لیث سے روایت کیا کہ حضور ﷺ پیر کے دن یکم ربیع الاول کو فوت ہوئے۔
(عمدة القاری جلد 18 صفحہ 60)

تعارف! حضرت لیث بن سعد متوفی 175ھ

نام لیث والد کا نام سعد جبکہ کنیت ابو الحارث ہے آپ مصر کے شہر اسفل کی ایک بستی میں 94ھ کو پیدا ہوئے آپ نے احادیث ابو ملیک، عطاء اور زہری سے روایت کی ہیں۔ آپ 161ھ کو مصر میں آئے بادشاہ منصور نے مصر کی ولایت کی

پیش کش کی مگر آپ نے قبول نہ کی۔ سخاوت کا عالم یہ تھا کہ ہر سال بیس ہزار دینار خرچ کرتے جس پر زکوٰۃ واجب نہ ہوتی تھی۔ آپ شعبان 175ھ کو خالق و مالک رب العالمین سے جا ملے آخری آرام گاہ شہر یوسف (مصر) میں نصیب ہوئی۔

(3) ابو نعیم الفضل بن دکین کا قول:-

علامہ بدر الدین عینی متوفی 855ھ لکھتے ہیں۔

قال ابو نعیم تو فی رسول اللہ ﷺ یوم الاثنين مستهل ربيع الاول سنة احدى عشرة من مقدم المدينة (عمدة القاری 18 ج 7 صفحہ 60) ابو نعیم نے کہا آپ ﷺ پیر کے دن یکم ربيع الاول کو فوت ہوئے۔

تعارف! ابو نعیم الفضل بن دکین متوفی 291ھ

نام ابو نعیم الفضل والد کا مشہور نام دکین جبکہ اصل نام عمرو بیان کیا جاتا ہے آپ 130ھ بمطابق 748ء کو کوفہ میں پیدا ہوئے۔ ابو نعیم حضرت طلحہ صحابی رسول رضی اللہ عنہ کے خاندان کے غلام تھے۔ رہتے کوفہ میں تھے لیکن کبھی کبھی بغداد میں بھی جانا ہوتا تھا۔ جہاں آپ ایک بار خلیفہ مامون کے ہاں باریاب ہوئے۔ ابو نعیم کو احادیث کا نہایت ثقہ راوی جانا جاتا ہے۔ آپ کو زمانہ میں اس لئے بھی پذیرائی ملی کہ آپ نے قرآن مجید کے غیر مخلوق ہونے کے عقیدے کی حمایت

میں معتزلہ کے مذہبی احتساب کا مقابلہ بڑی جرأت اور خندہ پیشانی سے کیا۔
آپ کی تصنیف کردہ کتب سامنے نہ آسکیں مگر حوالے کے طور پر نام اکثر ملتا ہے
ہاں البتہ (الفہرست کے صفحہ 227) پر انہیں عبادات اور فقہی مسائل کے متعلق
دو کتابوں، کتاب المناسک اور کتاب المسائل فی الفقہ کا مصنف لکھا ہے۔ ابو نعیم
رحمۃ اللہ تعالیٰ نے 29 شعبان 219ھ بمطابق 8 ستمبر 834ء کو وفات پائی۔

(4) النخو ارزمی کا قول:-

علامہ برہان الدین حلبي متوفی 1044ھ لکھتے ہیں۔

توفی رسول اللہ ﷺ یوم الاثنين لیلة مضت من ربيع الاول
النخو ارزمی نے کہا آپ ﷺ یکم ربيع الاول کو فوت ہوئے۔ (انسان العیون جلد 3 صفحہ 473)

تعارف! ابو عبد اللہ محمد بن احمد النخو ارزمی متوفی 387ھ

نام محمد والد کا نام احمد بن یوسف کنیت ابو عبد اللہ جبکہ مشہور النخو ارزمی کے نام سے
ہیں۔ بلخ میں پیدا ہوئے۔ تاریخ ولادت معلوم نہ ہو سکی۔ خراسان میں قیام کی
وجہ سے اسے مشرق کے حالات سے خوب واقفیت تھی اور انہوں نے مسلمانوں کا
قدیم ترین دائرہ المعارف یعنی مفتاح العلوم کے نام سے ترتیب دیا جو کہ عرب
میں بے حد مقبول ہوا۔ النخو ارزمی کی وفات 387ھ بمطابق 997ء کو ہوئی۔
آپ کی آخری آرام گاہ بھی خراسان میں ہے۔

(5) ابن عسا کر کا قول:-

امام ابوالقاسم علی بن الحسن ابن عسا کر متوفی 571ھ رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

توفی رسول اللہ ﷺ یوم الاثنين مستهل ربيع الاول سنة

احدى عشرة من مقدمه المدينة . (مختصر تاریخ دمشق ج 2 ص 387)

رسول اللہ ﷺ یکم ربیع الاول کو پیر کے دن 11ھ کو فوت ہوئے۔

تعارف! امام ابوالقاسم علی بن الحسن ابن عسا کر متوفی 571ھ

نام علی والد کا نام الحسن کنیت ابوالقاسم جبکہ مشہور ابن عسا کر کے نام سے ہوئے۔

شافعی المذہب اور عظیم مؤرخ دمشق ہیں آپ محرم 499ھ بمطابق ستمبر

1105ء کو دمشق میں پیدا ہوئے۔ بغداد اور ایران کے بڑے بڑے شہروں میں

علم حاصل کرنے کی سعادت حاصل کی۔ پھر اپنے آبائی شہر دمشق میں المدرسۃ

النوریہ میں مدرس رہے اور ساری زندگی اسی مسند پر گزاری۔

تعلیم و تعلم کے ساتھ ساتھ تصنیف و تالیف کا کام بھی جاری رکھا۔ آپ کی سب سے

بڑی کتاب تاریخ مدینہ دمشق جو کہ خطیب بغدادی کی تالیف تاریخ بغداد کے تتبع میں

لکھی تھی۔ جو کہ اصل 80 جلدوں پر مشتمل ہے آپ نے 11 رجب 571ھ

بمطابق 25 جنوری 1176ء کو وفات پائی۔ آخری مسکن بھی دمشق میں نصیب ہوا جو

کہ مرجع عام و خاص ہے

الفصل الثانی

سرکار علیہ الصلوٰۃ السلام کی تاریخ وصال 2 ربیع الاول
ہونے کے بارے میں اقوال

(1) ابو مخنف کا قول :-

حافظ مغلطی بن قلیج متوفی 762ھ لکھتے ہیں۔

عند ابی مخنف و فاته فی ثانیہ من ربیع الاول .

ابو مخنف نے ذکر کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ دو ربیع الاول کو فوت ہوئے۔

(الاشارة الی سیرۃ المصطفیٰ صفحہ 351)

تعارف! ابو مخنف لوط بن یحییٰ متوفی 175ھ

نام لوط والد کا نام یحییٰ بن سعید ہے جبکہ ابو مخنف کے لقب سے مشہور ہوئے زندگی
میں زیادہ کام تاریخ کے حوالہ سے کیا بالخصوص عراق کی تاریخ کے بارے میں یہ
طولی رکھتے تھے انکا پرداد حامیان علی کی صف میں عراق کے ازدیوں کا سردار تھا
لیکن ابو مخنف نے اپنے تاریخی بیانات میں خالص شیعہ نقطہ نظر کی جگہ زیادہ تر
عراقی یا کوئی نقطہ نظر پیش کیا ہے اگرچہ انہوں نے حدیث پر کام تو کیا مگر بحیثیت
راوی آپکو ضعیف اور غیر ثقہ قرار دیا جاتا ہے۔ ابو مخنف نے 175ھ بمطابق
774ء کو وفات پائی۔ اور سرزمین عراق ہی آپکے لئے آخری آرام گاہ ٹھہری۔

(2) امام کلبی کا قول:-

حافظ شہاب الدین احمد بن علی بن حجر متوفی 852ھ لکھتے ہیں۔

قالا لکلبی (وفاته) فی ثانیہ من ربیع الاول .

آپ ﷺ کی وفات 2 ربیع الاول کو ہوئی۔ (فتح الباری جلد 8 صفحہ 474)

تعارف! ابوالنضر محمد بن مالک کلبی متوفی 204ھ

نام محمد والد کا نام مالک کنیت ابوالنضر جبکہ مشہور الکلبی کے نام سے ہیں۔ ان کے دادا اپنے بیٹوں سمیت جنگ جمل میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حمایت میں نکلے تھے اور انکے والد نے حضرت مصعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ شہادت پائی تھی۔ اور امام کلبی نے دیرالجماحم کی لڑائی میں عبدالرحمن بن محمد الاشعث کے ہمراہ شرکت بھی کی تھی لیکن بعد ازاں آپ نے خود کو لغت اور اخبار العرب کی درس و تدریس کیلئے وقف کر دیا کوفہ میں اخبار العرب اور قرآن مجید کی تفسیر کا درس دیا کرتے تھے۔ اور آپ نے ساری زندگی تعلیم و تعلم اور تصنیف و تالیف میں گزاری آپ کی تصانیف کی تعداد ایک سو چالیس (140) بیان کی جاتی ہے۔ امام کلبی نے 204ھ بمطابق 819ء کو وفات پائی بعض نے آپ کا سن وصال 206ھ بھی لکھا ہے۔

(3) علامہ واقدی کا قول:-

حافظ اسماعیل بن عمر بن کثیر متوفی 774ھ علامہ واقدی کا

قول نقل فرماتے ہیں۔

توفی رسول اللہ ﷺ یوم الاثنين لليلتين خلتا من ربيع الاول .
نبی ﷺ 2 ربيع الاول پیر کے دن فوت ہوئے۔ (الہدایہ و نہایہ جلد 5 صفحہ 360)

تعارف! محمد بن عمر واقدی متوفی 207ھ

نام محمد والد کا نام عمر کنیت ابو عبد اللہ جبکہ مشہور علامہ واقدی کے نام سے ہیں۔
آپ 130ھ بمطابق 747ء کو مدینہ میں پیدا ہوئے۔ آپ کو علماء کی صف میں
علم دوست تسلیم کیا جاتا ہے۔ کتب خانہ ذاتی تھا۔ کتابت کرنے کیلئے دو مستقل
کاتب مقرر کر رکھے تھے۔ زندگی بھر لکھنے لکھانے کا کام زیادہ کیا۔ بالخصوص
مغازی پر خاصی مستند معلومات مہیا کی ہیں۔ آپ کی تصانیف میں کتاب التاريخ
والمغازی والمبعث، فتوح الشام، فتوح مصر، کتاب روح النبی ﷺ زیادہ
مشہور ہیں۔ امام واقدی نے 78 برس کی عمر میں 11 ذوالحجہ 207ھ بمطابق
اپریل 822ء میں دار بقا کی طرف انتقال فرمایا۔ قبرستان خیزران میں آخری
آرام گاہ میسر آئی۔

(4) امام بیہقی کا قول:-

امام ابو بکر احمد بن حسین بیہقی متوفی 458ھ اپنی سند کے ساتھ محمد بن قیس سے روایت کرتے ہیں۔

اشتکی رسول اللہ ﷺ یوم الاربعاء لا حدی عشرة بقیت من صفر سنة احدى عشرة۔ فی بیت زینب بنت جحش شکوی شدیدة واجتمع عنده نسا و کلهن اشتکی ثلاثة عشر یوما و تو فی یوم الاثنين لیلتن خلتا من ربيع الاول سنة احدى عشرة۔
(دلائل النبوة جلد 7 صفحہ 235)

رسول اللہ ﷺ 19 صفر بروز بدھ 11ھ کو سخت بیمار ہوئے اس وقت آپ ﷺ حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے گھر میں تھے آپ ﷺ کی تمام ازواج مطہرات وہاں جمع ہو گئیں آپ ﷺ تیرہ دن بیمار رہے اور دو رجب الاول 11ھ کو پیر کے دن فوت ہو گئے۔

نوٹ: امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کا تعارف الباب الاول میں گزر چکا ہے۔

(5) عبدالحق محدث دہلوی کا قول:-

شیخ عبدالحق محدث دہلوی متوفی 1052ھ لکھتے ہیں۔

آپ ﷺ کی وفات دو ربیع الاول کو پیر کے دن ہوئی۔ (اشعۃ اللمعات ج 4 ص 604)

تعارف: شیخ عبدالحق محدث دہلوی متوفی 1052ھ

نام عبدالحق والد کا نام سیف الدین کنیت ابوالمجید جبکہ مشہور محدث دہلوی کے نام سے ہیں۔ آپ برگزیدہ اور جامع المعقول والمنقول شخصیت تھے۔ محرم 958ھ بمطابق جنوری 1551ء کو دہلی میں وقت کے مستند ترین بزرگ سیف الدین کے گھر پیدا ہوئے۔ گھر کا ماحول دینی ہونے کی وجہ سے علم دین تو گھٹی میں مل گیا تھا دن رات کا زیادہ وقت پڑھنے لکھنے میں گزارتے تھے۔ دہلی شریف چونکہ علوم دینیہ کا مرکز تصور کیا جاتا ہے مگر جلد ہی علم حاصل کرنے کے بعد 996ھ کو حرمین شریفین کا رخ کیا تقریباً 4 سال تک وہیں رہ کر فن حدیث عظیم محدثین سے حاصل کیا اور کچھ کتابیں بھی وہیں تحریر کیں۔ واپس اپنے آبائی علاقے کی طرف آئے اور طویل عرصہ درس و تدریس اور بالخصوص تصنیف و تالیف کا عظیم کام سرانجام دیا۔

آپ کی کتب کی فہرست طویل ہے جن میں مشہور زمانہ تالیفات اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ، اخبار الاخیار فی اسرار الاررار، ذکر الملوک، جذب القلوب الی دار المحبوب، اور مدارج النبوت ہیں۔ یہی وہ مشہور زمانہ کتاب ہے جس کی وجہ سے حضور شیخ محقق کو اپنوں نے ہی نہیں بلکہ اغیار نے بھی مانا ہے۔ حضور شیخ محقق 12 ربیع الثانی 1052ھ بمطابق 30 جون 1642ء کو خالق و مالک سے

جا ملے آپ کا مزار پر انوار ہند کے شہنشاہ چشتیوں کے سروں کے تاج خواجہ قطب الدین بختیار کا کی رحمۃ اللہ علیہ کے عقب میں اپنے انوار و تجلیات سے ہر عام و خاص کو منور کر رہا ہے۔

الفصل الثالث

سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تاریخ وصال 12 ربیع الاول کے بارے میں اقوال (1) حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول:-

محمد بن سعد متوفی 230ھ رحمۃ اللہ علیہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی قول لکھتے ہیں۔

ان رسول اللہ مرض تسعة و عشرين من صفر يوم الاربعاء توفي رسول الله ﷺ يوم الاثنين لا ثنتي عشرة ليلة خلت من ربيع الاول في سنة احدى و عشر من مقدمه المدينة .

رسول اللہ ﷺ 29 صفر 11ھ بروز بدھ کو بیمار ہوئے اور بارہ ربیع الاول 11ھ بروز پیر کو آپ کی وفات ہوئی۔ (طبقات ابن سعد جلد 1 صفحہ 229)

تعارف: انا م علی والد کا نام ابو طالب بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ کنیت ابو الحسن ابوتراب جبکہ لقب حیدر تھا۔ آپ خلفاء راشدین میں چوتھے خلیفہ، داماد رسول اللہ ﷺ آنحضرت ﷺ کے چچا زاد بھائی اور کسبوں میں سب سے پہلے رسول خدا

اشرف انبیاء ﷺ کی پکار پر لبیک کہتے ہوئے مشرف بہ اسلام ہونے والے عظیم صحابی ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ کی ولادت 10 سال قبل از نبوت یعنی 23 سال قبل از ہجرت مکہ میں پیدا ہوئے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علم کے بارے سند مصطفیٰ ﷺ کافی ہے۔ (میں علم کا شہر جبکہ علی اس شہر علم کا دروازہ ہیں) جناب علی المرتضیٰ نے خود فرمایا سارے قرآن کا علم بسم اللہ میں ہے۔ انا النقطہ تحت الباء میں وہ نقطہ ہوں جو باء کے نیچے ہے۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اوصاف، کردار اور افتخار نسب کے بارے میں بے شمار لکھا گیا ہے کیونکہ ان کی ذات فقط حکمران، ایک قرابت دار رسول، ایک شجاع شخص، اور ایک قناعت پسند پرہیزگار ہی کی نہیں بلکہ ان کی شخصیت نے آئندہ کی ہر مسلمان نسل کو جو ذہنی و فکری ورثہ عطا کیا ہے جو مسلمان اس ورثہ سے اپنا مقدر پاتا ہے اگرچہ وہ اپنے آپ کو مٹت خاک ہی جانے مگر زمانہ کیلئے وہ منارہ نور اور ہدایت کا ستارہ بن کر سامنے آتا ہے۔

(2) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا قول

محمد بن سعد متوفی 230ھ رحمۃ اللہ علیہ حضرت عبداللہ بن

عباس و حضرت عائشہ رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کرتے ہیں۔

وتوفی رسول اللہ لاثنتی عشرة لیلة مضت من شهر ربیع

الاول سنة احدى عشرة . (طبقات ابن سعد جلد 1 صفحہ 229)

رسول اللہ ﷺ کی وفات 12 ربیع الاول 11 ہجری بروز پیر کو ہوئی۔

نوٹ! حضرت عباس کے حالات کا تذکرہ الباب الاول میں ہو چکا اس قول کی دوسری راویہ ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا تعارف پیش خدمت ہے **تعارف!** نام عائشہ والد کا نام ابو بکر لقب صدیقہ جبکہ کنیت سر کا ﷺ نے انکے بھانجے عبد اللہ ابن زبیر کی وجہ سے ام عبد اللہ رکھی جن کو حضرت عائشہ نے اپنا متببی (لے پالک) بنالیا تھا۔

آپ کی ولادت نبوت کے پانچویں سال اور ہجرت سے نو سال قبل جولائی 614ء کو مکہ میں پیدا ہوئیں۔ آنحضرت کے ساتھ اماں جی رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح نبوت کے دسویں سال ہوا۔ مہر کی رقم پانچ سو مقرر کی گئی اور رخصتی ہجرت کے چند ماہ بعد مدینہ منورہ میں نہایت سادگی کے ساتھ ہوئی۔ جدید ہجرت و سیرت نگاروں کے مطابق اس وقت آپ کی عمر 12 برس کے قریب تھی۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنی حیات طیبہ میں سرکار علیہ السلام کی خدمت مبارک کا عظیم فریضہ سرانجام دیا۔ سرکار علیہ السلام سے احادیث کثرت سے روایت کیں۔ سرکار علیہ السلام کے ظاہری وصال مبارک کے بعد بھی آپ نے تبلیغ دین کا کام بڑے احسن طریقے سے سرانجام دیا۔

ام المؤمنین سیدہ طیبہ طاہرہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا وصال مبارک

1 رمضان المبارک 57ھ بمطابق 8 جولائی 677ء کو ہوا آپ کی وصیت کے مطابق آپ کا آخری مسکن جنت البقیع مدینہ منورہ بنا۔



الفصل الرابع

وفات النبی ﷺ 12 ربیع الاول کے اقوال کا تحقیقی جائزہ

حضرت علی المرتضیٰ حضرت عبداللہ بن عباس و سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے اقوال کے مطابق سرکار علیہ السلام کی رحلت شریف 12 ربیع الاول ہے۔

اگرچہ جمہور کا قول بھی یہی ہے لیکن علماء کی تحقیق سے جو بات ثابت ہوئی اس کا نتیجہ یہ ہے آپ ﷺ کی تاریخ وفات یکم یا دو ربیع الاول ہے نہ کہ 12 ربیع الاول۔ ذیل میں ہم علماء کی تحقیقات نقل کرتے ہیں آخر میں اس قول (12 ربیع الاول وفات النبی ﷺ) کے غیر معتبر ہونے کا سبب بھی بیان کریں گے۔

علامہ غلام رسول سعیدی کی تحقیق:-

محقق العصر علامہ غلام رسول سعیدی صاحب زید مجدہ لکھتے ہیں۔ اس پر اتفاق ہے کہ نبی ﷺ کی وفات ربیع الاول کے مہینہ میں پیر کے دن ہوئی البتہ تاریخ

میں اختلاف ہے جمہور کے نزدیک وفات کی تاریخ بارہ ربیع الاول ہے لیکن تحقیق یہ ہے کہ نبی ﷺ کی وفات یکم یا دو ربیع الاول کو ہوئی ہے اگرچہ یہ جمہور کے خلاف ہے لیکن صحیح یہی ہے کیونکہ اس پر مسلمانوں کا اجماع ہے کہ جس سال حجۃ الوداع تھا اس سال یوم عرفہ جمعہ کے دن تھا اور وہ ذوالحجہ کی نو تاریخ تھی۔ اس اعتبار سے اگر یہ فرض کیا جائے کہ ذوالحجہ، محرم اور صفر تینوں مہینے 30، 30 دن کے تھے تو پیر کے دن چھ ربیع الاول ہوگی اور یکم ربیع الاول بدھ کو ہوگی، اور اگر یہ فرض کیا جائے کہ دو مہینے تیس دن کے ہیں اور ایک مہینہ انتیس دن کا ہے تو پیر کے دن سات ربیع الاول ہوگی اور یکم ربیع الاول منگل کے دن ہوگی، اور اگر یہ فرض کیا جائے کہ دو مہینے انتیس دن کے ہیں اور ایک مہینہ تیس دن کا ہے تو پیر کے دن یکم ربیع الاول ہوگی، غرض کوئی حساب بھی فرض کیا جائے جب نو ذوالحجہ جمعہ کے دن ہو تو بارہ ربیع الاول پیر کے دن کسی حساب سے نہیں ہو سکتی لہذا درایتاً اور عقلاً رسول اللہ ﷺ کی وفات کی تاریخ بارہ ربیع الاول نہیں ہے پیر کے دن ربیع الاول کی تاریخ کے عقلی احتمال یہ ہیں اگر سب مہینے تیس دن کے ہوں تو چھ ربیع الاول اگر سب ماہ انتیس دن کے ہوں تو دو ربیع الاول اگر دو ماہ تیس دن کے ہوں اور ایک انتیس دن کا تو سات ربیع الاول اور اگر دو ماہ انتیس دن کے ہوں اور ایک ماہ تیس دن کا ہو تو یکم ربیع الاول۔ چھ اور سات ربیع الاول کا کوئی قائل نہیں ہے تو پھر آپ کی وفات کی تاریخ یکم ربیع الاول ہے یا دو

(تبیان القرآن جلد 7 صفحہ 576)

ربیع الاول۔

عام قاری شاید یہ سوچ سکتا ہے کہ جلیل القدر اصحاب رسول ﷺ کے اقوال کے مقابلہ میں یہ جدید تحقیق کی کیا حیثیت؟ عرض ہے کہ یہ تحقیق کوئی جدید نہیں بلکہ پانچویں صدی ہجری کے مشہور محقق اور سیرت نگار علامہ ابوالقاسم عبدالرحمن بن عبداللہ سہیلی متوفی 581ھ رحمۃ اللہ علیہ نے سب سے پہلے یہ تحقیق فرمائی ہے۔

علامہ سہیلی کی تحقیق:-

لکھتے ہیں مسلمانوں کا اس پر اجماع ہے حجۃ الوداع میں یوم عرفہ یعنی نو ذوالحجہ جمعہ کے دن تھا لہذا یکم ذوالحجہ جمعرات کو تھی پھر یکم محرم کو ہوگی (اگر چاند انتیس کا ہو) یا ہفتہ کو ہوگی (اگر چاند تیس کا ہو) اگر جمعہ کو یکم محرم ہو، تو یکم صفر ہفتہ کو ہوگی یا اتوار کو، اگر یکم صفر ہفتہ کو ہو تو یکم ربیع الاول اتوار کو ہوگی یا پیر کو، لہذا آپ کی وفات تاریخ پیر کے دن یا یکم ربیع الاول ہوگی یا دو ربیع الاول (اور یکم صفر اتوار کی ہو تو یکم ربیع الاول پیر کی ہوگی یا منگل کی) اور کسی طرح بارہ ربیع الاول پیر کا نہیں پڑتا۔ (بارہ ربیع الاول کے تاریخ وفات نہ ہونے کا یہ نکتہ سب سے پہلے علامہ

(الروض الانف مع السیرۃ النبویہ جلد 4 صفحہ 439,440)

سہیلی نے اٹھایا)

جناب اشرف علی تھانوی کی تحقیق:-

اور اسی تحقیق کی تائید مسلک دیوبند کے حکیم الامت جناب اشرف علی تھانوی متوفی 1364ھ نے بھی کی ہے لکھتے ہیں۔ اور تاریخ کی تحقیق نہیں ہوئی اور بارہویں جو مشہور ہے وہ حساب درست نہیں ہوتا کیونکہ اس سال ذی الحجہ کی نویں جمعہ کو تھی اور یوم وفات بروز پیر کو کسی حساب سے نہیں ہو سکتی۔

(نشر الطیب صفحہ 241)

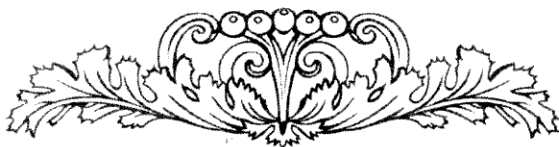
شبلی نعمانی کی تحقیق:-

اور اسی مسلک کے مشہور سیرت نگار علامہ شبلی نعمانی نے بھی اسی تحقیق کی تائید ان الفاظ میں فرما کر ثابت کیا کہ یہ تحقیق کوئی نئی نہیں بلکہ قدیم و جدید تمام محققین نے اسی کو صحیح قرار دیا ہے۔ علامہ شبلی نعمانی لکھتے ہیں۔

کسی حالت اور کسی شکل سے بارہ ربیع الاول کو دوشنبہ (پیر) کا دن نہیں پڑ سکتا اور حاشیہ میں لکھتے ہیں اس لئے وفات نبوی کی صحیح تاریخ ہمارے نزدیک یکم ربیع

(سیرت النبی جلد 2 صفحہ 106-107)

الاول ہے۔



الفصل الخامس

12 ربیع الاول وفات النبی ﷺ کے قول میں غلطی کی وجہ؟

گذشتہ علماء کی واضح تحقیقات سے یہاں یہ ثابت ہوا کہ آپ ﷺ کی تاریخ وفات 12 ربیع الاول نہیں بلکہ یکم یا دو ربیع الاول ہے وہاں یہ سوال بھی پیدا ہوتا ہے کہ آخر جلیل القدر اصحاب رسول ﷺ کے بیان کردہ قول میں غلطی کیوں اور کہاں ہوئی؟

جواباً عرض ہے کہ یہ غلطی بیان کرنے والے قائلین سے نہیں بلکہ روایت کرنے والے کسی راوی سے ہوئی اور حسن ظن کا تقاضا بھی یہی ہے کہ یہ غلطی انہوں نے جان بوجھ کر نہیں بلکہ احتمال موجود تھا وہ اس طرح کہ مشہور روایات میں آپ ﷺ کا میلاد بارہ ربیع الاول کو ہے۔ روایت کرنے میں تاریخ وفات کی جگہ میلاد النبی ﷺ کی تاریخ آئی کہ ثانی 2 کی بجائے ثانی عشر 12 کہہ یا لکھ دیا گیا یہ خود ساختہ یا من گھڑت وجہ نہیں ہے بلکہ آٹھویں صدی ہجری کے مشہور محدث حافظ شہاب الدین احمد بن علی حجر متوفی 852ھ نے بھی اقوال کے درمیان میں اختلاف ختم کرنے کیلئے یہی تطبیق فرمائی ہے۔ لکھتے ہیں۔

وکان سبب غلط غیرہ انہم قالوا مات فی ثانی شہر ربیع

الاول فتغيرت فصارت ثانی عشر ، واستمر الوهم بذالك
يتبع بعضهم بعضا من غير تأمل . (فتح الباری جلد 8 صفحہ 164)

دوسروں کی غلطی کی وجہ یہ بنی کہ انہوں نے وفات النبی ﷺ کی تاریخ ثانی (2)
کو ثانی عشر (12) خیال کر لیا پھر بعض نے بعض کی بے غور کیے پیروی کی۔
واللہ اعلم بالصواب۔

خاتمہ

گذشتہ اوراق کا مطالعہ کرنے سے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے
کہ سرکارِ دو عالم نور مجسم شفیع معزز ﷺ کا میلاد شریف 12 ربیع الاول کو ہے اور
مشہور قول بھی یہی ہے جس کو صرف اکابرین اہلسنت ہی نے نہیں بلکہ معترضین
کے اکابرین نے بھی لکھا ہے۔ اور سرکار ﷺ کا وصال شریف یکم یا دو ربیع الاول
ہے نہ کہ 12 ربیع الاول۔ تو جب 12 ربیع الاول تاریخ وفات النبی ﷺ ثابت
ہی نہیں تو ہمارے خوشی منانے سے تکلیف نہیں ہونی چاہئے۔ ہاں اگر پٹینا ہی
مطلوب و مقصود ہے تو اپنے مقدر پہ پٹینا چاہئے نہ کہ ہمارے عمل پر۔ کیونکہ یہ عمل
(جشن میلاد النبی ﷺ) کرنے والے تو مقدر کے سکندر نظر آتے ہیں۔

محمد وسیم سیالوی

31-12-2013

ماخذ و مراجع

نام کتاب	مصنف
قرآن مجید	ابوالفداء اسماعیل بن کثیر متوفی 774ھ
البدایہ والنہایہ	ابوالفداء اسماعیل بن کثیر متوفی 774ھ
تلخیص المتمدن	امام حاکم نیشاپوری متوفی 405ھ
السیرۃ النبویہ	امام عبدالملک بن حشام الضمیری متوفی 213ھ
دلائل النبوة	امام ابوبکر احمد بن حسین متوفی 458ھ
مستدرک	امام حاکم نیشاپوری متوفی 405ھ
الوفاء	محدث ابن جوزی متوفی 597ھ
سیرت حلبیہ	امام برہان الدین حلبی متوفی
اکمال فی اسماء ارجال	ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ التبریزی متوفی 741ھ
سیرت النبویہ	امام شمس الدین ابوعبداللہ محمد بن احمد دمشقی متوفی 748ھ
اخبار الخلفاء	ابو حاتم بن حیان متوفی 354ھ
تاریخ طبری	ابوجعفر محمد بن جریر طبری متوفی 360ھ
اعلام النبوة	ابوالحسن علی بن محمد ماوردی متوفی 450ھ
تاریخ ابن خلدون	ابوزید عبدالرحمن بن ابی بکر محمد ابن خلدون متوفی 732ھ
التحفة اللطیفۃ	ابوالخیر محمد بن عبدالرحمن متوفی 902ھ
العمدة الکبریٰ علی العالم	امام ابوالعباس احمد بن حجر مکی متوفی 974ھ

مصنف	نام کتاب
عبدالرحمن جامی متوفی 998ھ	شواہد النبوت
ولی الدین السمری زی متوفی 741ھ	مشکوٰۃ
حافظ شہاب الدین احمد بن علی متوفی 852ھ	فتح الباری
علامہ بدرالدین عینی متوفی 855ھ	عمدة القاری
برهان الدین حلبی 1044ھ	انسان العیون
ابوالقاسم علی بن الحسن ابن عساکر متوفی 571ھ	مختصر تاریخ دمشق
حافظ مغلطانی بن قلیچ متوفی 762ھ	الاشارة الوسیرة المصطفیٰ
ملا معین الدین کاشفی متوفی 910ھ	معارج النبوت
امام قسطلانی متوفی 923ھ	مواهب اللدنیہ
ملاقاری متوفی 1014ھ	المورورودی
حکیم صادق سیالکوٹی	سید الکونین
قاضی نواب علی	رسول اکرم
محمد رفیق دلاوری	سیرت کبریٰ
مفتی محمد شفیع	سیرت خاتم الانبیاء
محمد اسلم قاسمی	سیرت پاک
محمد میاں	سیرت مبارکہ
ولی رازی	ہادی عالم
ابوالحسن ندوی	قصص النبیین
طالب ہاشمی	پچاس صحابہ
مفتی زین الدین سجاد	تاریخ خلعت

نام کتاب	مصنف
ہمارے رسول پاک	طالب ہاشمی
ہفت روزہ خدام الدین	احمد علی لاہوری
ماہنامہ خاتون پاکستان	عبد الماجد دریا آبادی
ارشاد العباد فی عید المیلاد	اشرف علی تھانوی
سیرت سرور عالم	مولانا مودودی
تاریخ انجیس	حسین بن محمد دیار بکری
الشمامة العنبرية	نواب صدیق حسن بھپالی
ماہنامہ محفل لاہور	احقشام الحق تھانوی
تاریخ السمكة المکترمة	عبدالمجود



سبق پڑھ پھر صداقت کا شجاعت کا عدالت کا
لیا جائے گا تجھ سے کام دنیا کی امامت کا

پاکیزہ ماحول

بوسلوت بلڈنگ

عالم کورس

عالم کورس

علوم عصریہ مڈل تا گریجویٹ بالکل فری

ادارہ کورس حفظ و ناظرہ کی کلاسز کا اعلیٰ انتظام ہے
جس میں اخلاقی تربیت پر خصوصی توجہ دی جاتی ہے۔

محترم حضرات اپنے عطیات سے معاونت فرما
کردارین کی معاونت سے سرفراز ہوں۔

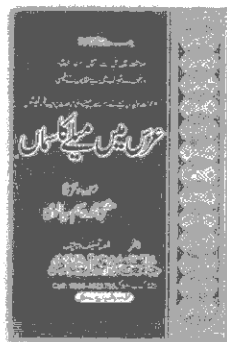
مسافر طلباء کیلئے رہائش مع جمع لوازمات ادارے کے ذمہ ہیں
اور وسیع ہاسٹل زیر تعمیر ہے

0300-4923755
0307-6528252

مفتی محمد وسیم سیالوی
جامعہ نعیمیہ قمیہ (رجسٹرڈ) اسلام آباد 320 گٹ روڈ پھل



مؤلف کی زیر طبع کتب



ناشر شعبہ تصنیف و تالیف جامعہ اسلامیہ دارالعلوم

شوق مایہ پرستک پریس ریلوے روڈ، لکڑ منڈی بیر محل 0306-6374294

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>